امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد ترجمان

ماہنامہ شریعت

اردو

جلد 2 صفر المظفر 1435ھ بمطابق دسمبر 2013ء شمارہ 10

لویہ جرگہ!... ورغلانے کی ایک اور ناکام کوشش

افغان عوام کے نام جلال الدین حقانی کا پیغام

نام نہاد لویہ جرگہ کے بارے میں امارت اسلامیہ کا اعلامیہ

امریکی نیلام

مذہبی اقدار کے خلاف وزارت عدلیہ کے اقدامات

مجاہدین کی مطبوعاتی حملوں کی گونج!!

اسلامی دنیا کی صحیح ترجمانی....

ہرات کا ستر فیصد کنٹرول مجاہدین کے پاس ہے۔

صوبہ ہرات کے جہادی ذمہ دار سے گفتگو

فرمان نبی کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عن عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فو اللہِ لَا الفَقْرَ اَخشیٰ علیکم ولکن اَخشیٰ علیکم ان تُبْسَطَ علیکم الدنیا کما بُسِطَتْ علیٰ مَنْ کان قبلکم فتنافسوھا کما تنافسوھا وتُھْلِکَکُمْ کما اَھْلَکَتْھُمْ۔ [رواہ البخاری ومسلم]

عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ میں تم پر فقر اور ناداری آنے سے نہیں ڈرتا لیکن مجھے تمہارے بارے میں یہ ڈر ضرور ہے کہ دنیا تم پر وسیع کر دی جائے جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر وسیع کر دی گئی تھی، پھر تم اس کو بہت زیادہ چاہنے لگو جیسے کہ انہوں نے اس کو بہت زیادہ چاہا تھا (اور اس کے دیوانے متوالے ہو گئے تھے) اور پھر وہ تم کو برباد کر دے جیسے کہ اس نے ان اگلے لوگوں کو برباد کیا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد ترجمان

اردو ماہنامہ

شریعت

جلد2 صفر المظفر 1435ھ بمطابق دسمبر، 2013ء شمارہ 10

مدیر اعلیٰ : ولید افغان

نائب مدیر : سلیمان غوری

مجلس مشاورت

- ملا اسد افغان
- شمس ابدالی
- ہارون بلخی
- فرہاد ہروی
- استاد فریدون

رابطہ کے لیے برقی پتہ:

shariatmagazine@yahoo.com

انٹرنیٹ ایڈیشن ملاحظہ کیجیے:

www.shahamat-urdu.com

قیمت فی شمارہ: 30روپے

سالانہ زرتعاون:350روپے

سالانہ زرتعاون

امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ اور یورپی ممالک......40ڈالر

سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات......30ڈالر

بنگلہ دیش......28ڈالر

ماہنامہ شریعت امارت اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے، جو امارت اسلامیہ کے میڈیا ونگ اور ثقافتی کمیشن کی زیر نگرانی شائع ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری کشمکش، حالات و واقعات اور مظلوم مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے بھیانک مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

عکس درون

لویہ جرگہ!...ور غلانے کی ایک اور ناکام کوشش

لائحہ قسط نمبر9

ڈاکٹر نصیر الدین حقانی تقبلہ اللہ کی شہادت کے بارے میں امارت اسلامیہ کے رہبری شوری کا تعزیتی پیغام

نام نہاد لویہ جرگہ کے بارے میں امارت اسلامیہ کا اعلامیہ

صوبہ ہرات کے جہادی ذمہ دار سے گفتگو

حافظ بدر الدین حقانی شہید کے حیات اور کارناموں پر ایک نظر

مجاہدین کے مطبوعاتی حملوں کی گونج!!

کمال ازم پر ایک اور کمر توڑ وار

ممتاز عالم دین شیخ الحدیث والتفسیر مولوی عبد السلام صاحب کی شہادت پر امارت اسلامیہ کے رہبری شوری کا تعزیتی پیغام

امریکی جاسوسی اور نام نہاد دہشتگردی کے خلاف دم توڑتی "جنگ"

سیکورٹی معاہدہ یا ملک کی نیلامی

حجاب کے ساتھ مغرب دشمنی

افغان عوام کو شہید ڈاکٹر نصیر الدین حقانی کی شہادت کی مناسبت سے مولوی جلال الدین حقانی کا پیغام

امریکی نیلام

اسلامی دنیا کی صحیح ترجمانی....

افغانوں کو حقیقی اسلامی مشن اپنانا چاہیے

لندن اجلاس کے عزائم!

مذہبی اقدار کے خلاف وزارت عدلیہ کے اقدامات

ناٹو انتشار کی دہلیز پر

وہ ممالک جنہیں امریکا نے مذاکرات میں دھوکہ دیا!!

امریکی فوجی اڈوں کے خلاف دنیا بھر میں انتقامی کارروائیاں

جنگی جرائم} نومبر{

قازقستان کی ایک نومسلم بہن کی روداد

افغانستان (اکتوبر 2013)

نومبر کے مہینے میں ہانے والے کارروائیوں کا جدول

ڈیزائننگ : سلمان بدر

مدیر اعلی

ادار یہ

لویہ جرگہ!...ورغلانے کی ایک اور ناکام کوشش

بے شک لویہ جرگہ مجاہد، غیر تمند اور مومن افغان قوم کی ثقافت اور ان روایات کی ایک اہم کڑی ہے جو افغان قوم کو دنیا کی دوسری قوموں سے ممتاز کرتی ہیں۔افغانستان کی گزشتہ تاریخ پر نگاہ ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہاں جب بھی کوئی ملی مسئلہ درپیش ہوا ہے توملک کے کونے کونے سے بااختیار، مدبر، سمجھدار اور قوم کے دیانتدار سرکردہ افراد نے مل کر محبت اور یگانگت کی کھلی فضامیں اس مسئلہ کو اتحاد واتفاق سے حل کیا ہے۔

جب کبھی ملک وملت کی دفاع اور غاصب قوتوں کے مقابلے کے لئے قوم کی بیداری اور جوانوں میں جذبہ جہاد پیدا کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے تو اس موقع پر قوم کے حقیقی نمائندوں اور علماء کرام نے نہایت عقیدت اور جوش وجذبے کے ساتھ اس اہم فریضہ کو ادا کرتے ہوئے جہاد کافتویٰ صادر کیا ہے اور یہیں سے صادر فتوؤں کے نتیجے میں جاری جہاد فی سبیل اللہ، اللہ تعالیٰ کی نصرت وتعاون سے کامیاب وکامران رہاہے اور دشمن ہمیشہ عبرتناک شکست سے دوچار ہوا ہے۔

خود افغان قوم اور خطے کی دوسری قومیں جو افغانوں کی تاریخ سے واقف ہیں جانتی ہیں کہ اسی طرح کی ایک مقننہ اور سرکردہ افراد کی جماعت "لویہ جرگہ" کہلاتا ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری دینی اور تعلیمی روایات کے دشمن صلیبی لشکروں کی جانب سے افغانستان پر گزشتہ ۱۲ برس سے جاری قبضہ کے دوران ایک منظم سازش اور پلان کے مطابق ہماری مذہبی شعائر، قومی روایات واقدار کی بے حرمتی اور لوگوں کے دلوں سے اسلام اور اہل اسلام کی قدر ومنزلت نکالنے کے لئے جو کوششیں کی جارہی ہیں انہی کوششوں کی ایک کڑی "لویہ جرگہ" کو بدنام کرنا بھی ہے۔ جیساکہ حال ہی میں امریکہ کی فرمائش پر غاصب لشکروں کی نگرانی میں افغانستان کے دارالخلافہ کابل میں چند ضمیر فروش اور مغرب کے فکری غلاموں کی ایک جماعت کو "لویہ جرگہ" کا مقدس نام دیا گیا ہے۔

عجیب بات ہے کہ امریکہ کی فرمائش اور مطالبہ پر کابل کا کٹھ پتلی ادارہ قوم کے مشورے، رائے اور پسندیدگی کے خلاف چند ایسے کاسہ لیسوں کو جن میں اتنی سکت بھی نہیں کہ اپنے آبائی علاقوں تک جاسکیں اور عوام کے ساتھ ایک رات گزار سکیں، صرف اس لئے جمع کرتا ہے کہ ان سے اسٹریٹجک معاہدہ کے نام پر سرزمین افغانستان پر دائمی قبضہ اور افغانوں کی حریم پر تجاوز کرنے والے جارحین کو قانونی تحفظ دینے کا مشورہ اور رائے لی جائے۔ اور یہ لوگ بلاکسی حیل وحجت اور غور وفکر کے ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے سب اچھا کہہ لیں اور پھر غلاموں کے اس فیصلہ کو لویہ جرگہ کا فیصلہ کہا جائے؟ کتنی تعجب خیز اور حیرت کی بات ہے۔

تعجب خیز اس لئے ہے کہ اگر ہم ضمیر و وطن فروشوں کے اس ٹولے کو "لویہ جرگہ" اور ان کاسہ لیسوں کو قوم کے نمائندے تسلیم کرلیں تو غاصب قوتوں کے خلاف مسلح جدوجہد اور اس عظیم جہاد کا کیا بنے گا جو سرزمین افغانستان پر دائمی قبضہ کا خواب لے کر یلغار کرنے والے 48 ممالک کے خلاف افغان قوم نے متحد ہو کر 12 برس سے جاری رکھا ہوا ہے اور نہ صرف یہ کہ جاری رکھا ہے بلکہ انہیں ایسی عبرتناک شکست سے بھی دوچار کیا ہے کہ آج انہیں فرار کی راہ بھی دکھائی نہیں دے رہی۔ اور جب یہ قوم دشمن کے مقابلے میں جہاد کے لئے متحد ہوگئی ہے تو ظاہر ہے کہ قوم کے نمائندے اور مشران کہلانے کے حق دار وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے وطن کی آزادی، افغان قوم کی خودمختاری اور سرزمین افغانستان کو بیرونی غاصبوں کی ناپاک قدموں سے پاک کرنے کے لئے جاری جہاد کی سربراہی کی ہو، انہی کی آواز ملک وملت کی آواز ہوگی اور انہی کے اجتماع اور مل بیٹھنے کو لویہ جرگہ کہا جائے گا نہ کہ وہ لوگ جنہوں نے ہمیشہ افغان قوم وملت کو اپنے مفاد کے لئے استعمال کیا ہے، ہر ہر افغانی کے سر کی قیمت وصول کی ہے اور اسے نیٹو درندوں کے سامنے بے یار ومددگار چھوڑ کر آرام اور تعیش کی زندگی اپنائی ہے۔ اور آج ایک بار پھر امریکہ نے انہیں ڈالرز دکھا کر افغانوں کی سودا بازی کے لئے جمع کیا ہے۔

لیکن امریکہ اور اس کے حواریوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ وہ اپنے آپ اور افغان قوم کو بہلانا چھوڑدے کیونکہ افغان قوم تمہارے بنائے ہوئے جرگوں اور بکاؤ نمائندوں کے معاہدوں کے تحت بیرونی غاصبوں کو ہرگز قانونی تحفظ فراہم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ اپنے دشمنوں کے مقابلے میں افغان ملت کا جہاد ہمیشہ جاری رہے گا اور بہت جلد امریکہ جان جائے گا کہ ان کی یہ پرفریب کوششیں بیکار ہیں۔ اس لئے بہتر یہی ہوگا کہ امریکہ جلد از جلد افغانستان سے اپنی فوجیں نکال کر مزید جانی ومالی نقصانات سے خود کو بچالے۔

امارت اسلامیہ افغانستان کے مجاہدین کے لیے لائحہ

(قسط نمبر 9)

گذشتہ سے پیوستہ : قارئین کرام! لائحہ کے عنوان سے امارت اسلامیہ کی جانب سے مجاہدین کے لیے مرتب اصول وضوابط کا ترجمہ قسط وار شائع کیا جارہا ہے۔ قسط نمبر 9 ملاحظہ فرمائیں۔

51۔ صوبائی ذمہ دار صوبے کی سطح پر اور ضلعی ذمہ دار ضلعی سطح پر خطے کی صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے مناسب وقت میں متعلقہ ذمہ داروں کے ساتھ ہونے والی کارروائیوں اور حاصل ہونے والی کامیابیوں اور نقائص کے حوالے سے مشاورت کریں تاکہ مستقبل میں اس سے بہتر پروگرام تشکیل دیے جاسکیں۔ اور مجاہدین نقصانات سے محفوظ رہیں۔

52۔ ایک ضلع یا ایک صوبے سے کوئی گروپ سربراہ جہاد کے لیے کسی اور صوبے یا ضلع میں جانا چاہے تو جاسکتا ہے مگر متعلقہ صوبوں اور اضلاع کے سربراہوں سے اجازت لینا ضروری ہوگا۔ وہاں کے ضلعی یا صوبائی ذمہ داروں کی قیادت میں لڑے گا اور ان کی مکمل اطاعت کرے گا۔

53۔ کسی صوبائی ذمہ دار یا کسی اور ذمہ دار کا اگر کوئی گروپ پہلے کسی صوبے میں کام کررہا ہو تو وہ اس صوبے کے ذمہ دار کو اپنے گروپ کا تعارف کرائیں تاکہ آئندہ وہ اس صوبائی ذمہ دار کی اطاعت میں کام کریں۔ تمام امور میں وہ اس سے ہدایت لیں۔ دیگر گروپوں کی طرح اس گروپ کو رسد فراہمی وغیرہ بھی اس صوبائی ذمہ دار کی ذمہ داری ہوگی۔ امارت اسلامیہ کی تشکیلات میں عمومی محاذ اور گروپ بنانے پر پابندی عائد کردی گئی ہے۔ ایسے محاذ امارت اسلامیہ کی تشکیلات میں شامل نہیں ہوں گے۔

54۔ ایک صوبے میں کام کرنے والا گروپ سربراہ اگر دوسرے صوبے میں وہاں کے ذمہ داروں سے مل کر ان کے تعاون سے کام کرنا چاہتا ہو اور مستقبل میں وہیں رہ کام کرنا چاہتا ہو تو اس صوبے کے ذمہ داران اس وقت تک اسے اپنے ساتھ کام کرنے کی اجازت نہ دیں جب تک سابقہ صوبے کے ذمہ دار ساتھیوں سے اس شخص کے بارے میں تحقیقی معلومات حاصل نہ ہوں۔ اور اس شخص کے بارے میں اطمینان اور اتفاق نہ ہوجائے۔ اس سے یہ بھی پوچھا جائے گا کہ وہ سابقہ علاقہ کیوں چھوڑ رہا ہے اگر عذر شرعی ہو تو اسے مان لیا جائے گا۔

55۔ گروپ سربراہ کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے گروپ میں اضافہ کرنے کے لیے دوسرے گروپ کے مجاہدین کو اپنے گروپ میں شمولیت کی دعوت دے۔ البتہ اگر کوئی مجاہد دوسرے ذمہ دار سے ملنا چاہے تو وہ تمام جہادی سامان جو سابقہ گروپ کی جانب سے اسے دیا گیا تھا یا ان کی مشترکہ کارروائی میں حاصل کیا گیا تھا وہ تمام سامان اسی گروپ کو واپس کرکے جائے۔ البتہ غنیمت میں یا کسی اور صورت میں کوئی چیز اس کی ذاتی ملکیت بن گئی ہو تو وہ اپنے ساتھ لے جاسکتا ہے۔

56۔ وہ جنگجو مجاہدین جو گروپوں کی شکل میں دشمن کے مراکز میں گھس کر مسلح حملے کرتے ہیں اس حوالے سے چند باتیں مدنظر رہنی چاہئیں۔

1۔ ان مجاہدین کو اچھی طرح سے تربیت دی جائے اور ہر ایک کا ہدف انہیں خوب وضاحت سے بتایا جائے۔

2۔ ایسے مجاہد کو خوب اچھی طرح سے تیار اور مسلح کیا جائے تاکہ دیر تک دشمن کا مقابلہ کرسکے اور انہیں زیادہ نقصان پہنچاسکے۔

3۔ یہ مجاہدین یا ان کے رہنما جہاں حملہ کیا جائے گا اس علاقے اور راستوں کے متعلق بھرپور معلومات حاصل کریں۔

57۔ استشہادی (فدائی) حملوں کے متعلق درجہ ذیل چار باتوں کا خیال رکھا جائے۔

پہلی بات: استشہادی مجاہد کو حملے سے پہلے اچھی طرح سے تربیت دی جائے۔

دوسری بات: استشہادی حملہ بڑے اور اہم اہداف پر کیا جائے، امت مسلمہ کے اس قیمتی اثاثے یعنی فدائی مجاہدین کو چھوٹے اور کم حیثیت کے اہداف میں بروئے کار نہ لایا جائے۔

تیسری بات: استشہادی حملوں میں عام لوگوں کے قتل اور نقصانات کی روک تھام کی زیادہ کوشش کی جائے۔

چوتھی بات: فدائی حملے کے حوالے سے ان مجاہدین کے علاوہ جنہیں قیادت کی جانب سے خصوصی پروگرام اور منصوبہ دیا گیا ہو اور خصوصی اجازت دی گئی ہو تمام مجاہدین صوبائی ذمہ دار سے اجازت اور ہدایات لینے کے پابند ہوں گے۔

جاری ہے۔۔۔

ڈاکٹر نصیر الدین حقانی تقبلہ اللہ کی شہادت کے بارے میں

امارت اسلامیہ کے رہبری شوری کا تعزیتی پیغام

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا

(الاحزاب 23)

نہایت المناک اطلاع ملی کہ امارت اسلامیہ کے رہبری شوری کے رکن ، عظیم جہادی اور علمی شخصیت جناب مولوی جلال الدین حقانی صاحب حفظہ اللہ کے بڑے صاحبزادے) ڈاکٹر نصیر الدین حقانی تقبلہ اللہ (دشمن کے بزدلانہ دہشت گرد حملے میں شہید ہوگئے ہیں۔ اناللہ واناآلیہ راجعون

امارت اسلامیہ ڈاکٹر نصیر الدین حقانی رحمہ اللہ کی شہادت پر ان کے والد) امارت اسلامیہ کے رہبری شوری کے رکن ، عظیم جہادی و علمی شخصیت (جناب مولوی جلال الدین حقانی صاحب حفظہ اللہ، بھائیوں، معزز خاندان اورامارت اسلامیہ کے تمام مجاہدین سے تعزیت کرتی ہے ۔ انہوں نے جہاد کی راہ میں اپنی جان خالق حقیقی کے سپرد کردی، اللہ تعالی انہیں جنت الفردوس میں اعلی مقام عطافرمائے اوران کے پسماندہ گان کو صبر جمیل اوراجر عظیم نصیب فرمائے۔

جہاد کی راہ میں موصوف کی جدوجہد قابل احترام ہے، شہید ڈاکٹر نصیر الدین حقانی رحمہ اللہ زندگی کے آخری دم تک جارحیت کے خلاف مزاحمتی میدان میں ڈٹے رہے اوردشمن ان کی شجاعت اورجہاد کی راہ میں سرگرمی کو برداشت نہیں کرسکا، درحقیقت موصوف کی شہادت امارت اسلامیہ اورافغان عوام کے لیے ایک عظیم نقصان ہے۔

ہم شکست خوردہ دشمن کے اس بزدلانہ عمل کی پرزورالفاظ میں مذمت کرتے ہیں اوردشمن کویاددلاتے ہیں،اس نوعیت کی دہشت گردانہ کارروائیوں سے جہاد کے مضبوط اوروسیع سلسلے پرکسی قسم کا منفی اثرنہیں پڑے گا۔ جہاد کی راہ میں شہادت ہمارے لیے سرمایۂ فخراورہماری سب سے بڑی آرزو ہے، بزدل دشمن مجاہدین کی شہادتوں سے اپنے مذموم اہداف کوحاصل نہیں کرسکتا، امارتاسلامیہ افغانستان وہ اسلامی اورقومی بنیاد ہے کہ ایک شخص کی شہادت سے سینکڑوں سرفروش وفادارنوجوان قربانی کے لیے تیارہوتے ہیں اوراپنے شہداء کا خلاء پر کرکے چھوڑتے ہیں ،ڈاکٹر نصیر الدین حقانی تقبلہ اللہ کی شہادت سے بھی سینکڑوں نوجوان ان کی جگہ لے کر دشمن کے خلاف اپنی جہادی مزاحمت کوجاری رکھیں گے۔

امارت اسلامیہ افغانستان
رہبری شوری

/09 محرم الحرام 1435ھ
/12 نومبر 2013ء

نام نہاد لویہ جرگہ کے بارے میں

امارت اسلامیہ کا اعلامیہ

کرزئی کی کٹھ پتلی انتظامیہ آئندہ چندروز میں کابل میں ایک نمائشی لویہ جرگہ کاانعقاد کرناچاہتی ہے، تاکہ امریکی ہدایت اورمطالبے کے مطابق اس جرگے سے ملک فروشی کی ایک بے اہمیت سندحاصل کی جاسکے ،جسے ہماری تاریخ میں ہمیشہ کے لیے قومی غداری اوروطن فروشی کے ناقابل معافی جرم سے تعبیر کیا جائے گا۔آقا اور غلام کے درمیان طے پانے والے اس معاہدے کا بنیادی نکتہ اور خلاصہ یہی ہے کہ سرزمین افغانستان پر جارحیت پسند وحشی امریکیوں کے قبضے اور جارحیت کو دوام ملے ،امریکا افغانوں کے گھروں پرچھاپےمارے گا،بمباری کریگا،تجاوزکریگا،لوگوں کوگرفتاراورعقوبت خانوں میں ڈالا جائے گا، امریکیوں کو ہر قسم کے جرم میں آزادی ہوگی ۔ قندہارکےزنگ آبادمیں رونماہونےوالےواقعہ کی طرح مزید ایسے واقعات وقوع پذیر ہوں گے جس میں ملوث امریکی فوجیوں کو نمائشی طورپر امریکا لے جایا جائے گا اورمحض پوچھ گچھ سے زیادہ ان کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی جائے گی۔

امریکا کے ساتھ کسی بھی قسم کامعاہدےکوامارت اسلامیہ شریعت محمدی کےواضح احکام)قرآنی نصوص، احادیث نبویہ اور فقہاءکرام کی تشریحات (سے مخالف اور وطن فروشی کے مترادف سمجھتی ہےاوراس کےعاملین کوعظیم تاریخی مجرموں کی نگاہ سےدیکھتی ہے،اس معاہدے کی کوئی شرعی اور قانونی حیثیت نہیں،استعمار کے قبضے کو یہاں دوام دینے کے لیے اس معاہدے کے ذریعے افغانستان کوامریکا کے ہاتھوں فروخت نہیں کیا جاسکتا ۔ افغان غیور عوام ایک سیکنڈکےلیےبھی اپنی سرزمین پر سمجھوتہ نہیں کریں گے ۔ جارح فوجوں کوسکون کاسانس لینے کی مہلت بھی نہیں دی جائیگی، اسی لیے امارت اسلامیہ اہل وطن سےمطالبہ کرتی ہے،کہ منعقد ہونےوالےلویہ جرگہ ،جس میں کرزئی کی طرح معلوم الحال لوگوں کی سرپرستی ہوگی،شرکت نہ کریں،کیونکہ سابقہ تجربات اورغلامی کومدنظررکھتےہوئے کرزئی اوران کی انتظامیہ سےامریکا چاہتا ہے کہ وہ بات ضرورجرگہ میں منوائیں،لیکن جرگے میں شرکت کرنے والوں کی حیثیت سے ناجائزفائدہ اٹھایاجائیگا اورملک فروشی جیسے عظیم جرم کابوجھ ان کے کندھوں پر ڈال دیا جائیگا،تولازم یہ ہے کہ اس میں آزادافغانی شرکت نہ کریں،اوراس عظیم تاریخی غداری کی ارتکاب سےاجتناب کریں،اسی طرح امارت اسلامیہ جرگہ کے تمام شرکاء کووارننگ دیتی ہے کہ اگرجرگہ میں امریکہ کیساتھ معاہدہ کاموافقہ ہوجائے،توامارت اسلامیہ جرگہ کے تمام شرکاء کوقومی غداروں کی فہرست میں شامل کرے گی اور اس جرم کا حساب ہر ایک سے الگ الگ لیا جائے گا، جس کے ذمہ دار یہ مجرم خود ہوں گے ۔

ہم اہل وطن کوبتانا چاہتے ہیں کہ دشمن کی تمام سازشوں کی جانب متوجہ ہوکران کےسدباب کی کوشش کریں،ہمیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ہمارےملک پرمسلط کی جانےوالی انتظامیہ افغانستان کےنہیں بلکہ خارجی جارحیت پسندوں کے مفادات کےتحفظ کے لیے کام کرتی ہے ،امارت اسلامیہ اتوارکےروز10-11-2013کابل میں علماء کرام اوردانشوروں کی اس اجلاس کا احترام کرتی ہے،جس میں امریکہ سے سٹریٹجک معاہدے کی شدیدمخالفت کااظہاراوربیرونی افواج سے غیرمشروط طورپرانخلاء کامطالبہ کیاگیاتھا۔ اجلاس کے شرکاء اور دیگرافغانوں کو بھی چاہیےکہ اس طرح کےمزیدمؤثراقدامات اٹھائیں۔

امارت اسلامیہ افغانستان

/09محرم الحرام1435ھ

/11نومبر2013ء

ہرات کا ستر فیصد کنٹرول مجاہدین کے پاس ہے

صوبہ ہرات کے جہادی ذمہ دار سے گفتگو

صوبہ ہرات افغانستان کے مغرب میں واقع ہے جس کے شمال میں ترکمانستان، مغرب میں ایران، جنوب میں صوبہ فراہ اور مشرقی جانب صوبہ غور اور بادغیس واقع ہیں۔ صوبہ ہرات کا کل رقبہ ۵۴۸۷۷ کلو میٹر ہے، اور اس کی کل آبادی حالیہ سروے کے مطابق ڈیڑھ ملین کے قریب ہے۔ صوبہ ہرات کے پندرہ اضلاع میں انجیل، گذرہ، کرخ، رباط سنگی، کشک کہنہ، گلران، کوہستان، غوریان، زندہ جان، ادرسکن، شینڈنڈ، اوبے، پشتون زرغون، فارسی اور چشت شریف شامل ہیں۔ اس بار ہم نے اسی صوبے میں امارت اسلامیہ کے اہم رہنما حاجی عبد الرحمن سے انٹرویو کیا ہے جو قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

حاجی عبد الرحمن کا تعلق صوبہ فراہ کے "ضلع بکوا" سے ہے، امارت اسلامیہ کے دور حکومت میں مختلف عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں، جب امریکہ نے افغانستان پر فوج کشی کی اور اس کے نتیجے میں امارت اسلامیہ کی اسلامی حکومت ختم ہوئی تو انہوں نے صوبہ فراہ میں قابض افواج کے خلاف عملی طور پر جہاد میں حصہ لیا اور ایک بار پھر جارح دشمن کے خلاف میدان کارزار اپنے لہو سے گرم رکھا اور دشمن پر تابڑ توڑ حملوں کا آغاز کر دیا، گزشتہ بارہ برس کے دوران مختلف جہادی ذمہ داریاں سرانجام دے چکے ہیں، اس سلسلے میں انہوں نے صوبہ فراہ کے صوبائی کمیشن کی سربراہی، ضلع بکوا میں عسکری قیادت، بالابلوک کی سربراہی اور صوبہ نیمروز میں جہادی کارروائیوں کی قیادت کر چکے ہیں اور گزشتہ چھ ماہ سے صوبہ ہرات میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

سوال: محترم حاجی صاحب صوبہ ہرات میں جہادی سرگرمیوں سے متعلق آگاہ کیجیے گا؟

جواب: صوبہ ہرات میں جہادی کارروائیاں توقع سے بڑھ کر ہیں، اگرچہ مجاہدین کے خلاف دشمن پروپیگنڈہ اور طاقت کا استعمال بھی کر رہے ہیں، لیکن پھر بھی اللہ کے فضل و کرم سے مجاہدین پہلے سے بہت منظم اور مضبوط ہیں اور ان کے حوصلے بہت بلند ہیں۔ ہرات کے تمام اضلاع میں مجاہدین موجود اور سرگرم عمل ہیں، میں خود چند ماہ سے ہرات کے مختلف اضلاع میں جہادی کارروائیوں کی نگرانی اور مشاہدہ کر رہا ہوں، اللہ کا شکر ہے کہ مجاہدین بہت بہتر انداز سے دشمن کے خلاف برسرپیکار ہیں، مجموعی طور پر ہرات کا ستر فیصد کنٹرول مجاہدین کے پاس ہے، صرف ہرات کے دارالحکومت اور گذرہ، پشتون زرغون اور انجیل میں مشکلات درپیش ہیں جہاں حکومتی حامی ملیشیا کے اہلکاروں کے ساتھ مجاہدین برسرپیکار ہیں باقی تمام اضلاع میں مجاہدین منظم انداز سے سرگرم عمل ہیں۔

سوال: ہرات میں ضلع شینڈنڈ کی اہمیت کے پیش نظر امریکہ نے بہت بڑا فوجی اڈہ قائم کیا اور امریکیوں نے اس ضلع پر کنٹرول برقرار رکھنے کے لئے گزشتہ دس برس کے دوران کئی فوجی اپریشنز کئے، اب صورتحال کیا ہے اور حالات کیسے ہیں؟

جواب: آپ کی بات بالکل درست ہے کہ شینڈنڈ اہم ضلع ہے جہاں نہ صرف امریکہ کا بڑا فوجی اڈہ قائم ہے بلکہ فوجیوں کے تربیتی مراکز بھی قائم کئے گئے ہیں، اور یہاں سے جنوبی افغانستان کی طرف ایک اہم شاہراہ بھی گزر رہا ہے۔ گزشتہ چند برسوں کے دوران قابض افواج اور ان کے مقامی حواریوں نے بہت کوشش کی، عوام پر مظالم ڈھائے، قتل عام کیا، شہریوں کو تشدد کا نشانہ بنایا، جگہ جگہ چیک پوسٹس اور ناکے قائم کئے گئے اور جرائم پیشہ عناصر کو مسلح کر کے حکومتی حامی ملیشیا کے نام سے مسلح لشکر بنایا گیا لیکن پھر بھی اللہ کی نصرت اور مدد سے امریکی یہاں سے فرار ہو گئے اور خالد بن ولید آپریشن کے تحت ایک بار پھر اس ضلع پر مجاہدین نے کنٹرول سنبھال لیا۔ شینڈنڈ جو پہلے مکمل طور پر دشمن کے قبضے میں تھا اب اس کے اسی فیصد علاقوں پر مجاہدین کا کنٹرول ہے، دشمن کا کنٹرول صرف فوجی اڈے تک محدود ہے۔

شینڈنڈ میں زیر کوہ اہم علاقہ ہے جہاں پہلے حکومتی حامی ملیشیا کے چوبیس چیک پوسٹیں قائم تھیں، لیکن الحمد للہ مجاہدین نے خالد بن ولید آپریشن کے آغاز کے بعد کئی اہلکاروں کو دعوت کے ذریعے سرنڈر کر دیا گیا ہے اور بہت سی چیک پوسٹوں کو جنگ کے ذریعے تباہ کر دیا گیا ہے، اب صورتحال یہ ہے کہ بائیس چیک پوسٹیں تباہ کر دی گئیں اور صرف دو رہ گئیں، اسی طرح پولیس

اور آرمی کی چیک پوسٹیں ختم کر دی گئیں ہیں، اب یہ علاقہ مجاہدین کا گڑھ ہے۔

میں اس بات کی بھی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ان علاقوں کا کنٹرول دوبارہ حاصل کرنے میں جہادی کارروائیوں کے ساتھ دعوت وارشاد کمیشن نے بھی اہم کردار ادا کیا ہے اور ایک بڑی تعداد میں ایسے لوگ ہیں جو دعوت وارشاد کے ذریعے دشمن کی صف سے نکل کر مجاہدین سے آملے ہیں۔

سوال: آپ نے کہا کہ قابض افواج کے نکلنے کے بعد مجاہدین نے ان علاقوں پر دوبارہ کنٹرول حاصل کر لیا ہے، کیا دشمن نے مجاہدین کو بے دخل کرنے کے لئے کوئی آپریشن نہیں کیا ہے؟

جواب: دشمن نے اس کے بعد ایک بار پھر قسمت آزمائی کی لیکن انہیں کچھ ہاتھ نہ آیا، مثلاً زیر کوہ پر دوبارہ کنٹرول حاصل کرنے اور وہاں سے طالبان بے دخل کرنے کے لئے انہوں نے دو بڑے فوجی آپریشن کئے جنہیں گن شپ ہیلی کاپٹروں اور جنگی طیاروں کی مدد بھی حاصل تھی۔ لیکن نقصان اٹھانے کے علاوہ انہیں کوئی کامیابی نہیں ملی، نومبر کے وسط میں ان علاقوں میں دشمن کی جانب سے شروع کئے گئے آپریشن میں ان کے چار ٹینک تباہ ہو گئے اور کئی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے جس کے نتیجے میں انہیں واپس راہ فرار اختیار کرنا پڑا، اس سے قبل ماہ اکتوبر میں بھی دشمن نے فوجی آپریشن کے ذریعے ایک ناکام کوشش کی جس میں وہ مکمل طور پر ناکام رہا اور اسے اس بار بھی پسپائی اختیار کرنا پڑی۔

سوال: حاجی صاحب رواں سال کے خالد بن ولید آپریشن کے حوالے سے کچھ بتادیں کہ ہرات میں کونسی قابل ذکر کامیابیاں ملی ہیں؟

جواب: خالد بن ولید آپریشن کے تحت ہم نے پورے ملک کی طرح ہرات میں بھی اہم کامیابیاں حاصل کیں، شینڈنڈ جیسا بڑا ضلع بھی مجاہدین نے دوبارہ فتح کر کے وہاں ایک موثر نظام قائم کر دیا جہاں اس سے قبل دشمن کا کنٹرول تھا یہ قابل ذکر کامیابی ہے۔ اس کے علاوہ ہرات کے مختلف علاقوں میں دشمن کی درجنوں چیک پوسٹیں تباہ کر کے ان علاقوں میں دوبارہ اپنا کنٹرول حاصل کر لیا، دشمن کی چیک پوسٹیں تباہ کرنے کا عمل ہرات کے تمام اضلاع میں کامیابی سے مکمل کیا گیا کئی آلات حرب مال غنیمت کے طور پر بھی ملے۔ ہرات کی اہم شاہراہ پر دشمن کی سپلائی پر کئی بار بڑے حملے بھی کئے گئے جس کے باعث دشمن کو بھاری مالی نقصان بھی پہنچا اسی طرح شینڈنڈ میں دشمن کے دو بڑے سرچ آپریشن بھی ناکامی سے دوچار ہوئے۔

رواں سال کی بڑی کامیابی یہ بھی ہے کہ ایک بڑی تعداد میں لوگ دشمن کی صف سے نکل کر مجاہدین سے آملے، ہرات بھی ان صوبوں میں سے ہے جہاں یہ سلسلہ زور و شور سے جاری ہے۔ اس حوالے سے کئی بار ایسے واقعات بھی رونما ہوئے کہ دشمن کی صف میں موجود اہلکار حقیقت کا ادراک کرتے ہوئے اپنی چیک پوسٹوں میں اپنے ساتھیوں پر فائرنگ کر کے مجاہدین سے آملے ہیں، حال ہی میں پہلوان نامی ایک اہلکار نے چیک پوسٹ میں موجود اپنے ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور اسلحہ سمیت وہ مجاہدین سے آملا، گزشتہ ہفتہ ہی شینڈنڈ کے زیر کوہ علاقہ میں رحمت اللہ کے نام سے ایک اہلکار ایک فوجی گاڑی، دو مشین گن، تین عدد کلاشنکوف اور تین وائرلیس اپنے ساتھ لا کر مجاہدین کو سرنڈر رہوا، ان واقعات کے بعد دشمن کی صف میں بداعتمادی پیدا ہو گئی ہے، امید ہے کہ دعوت وارشاد کمیشن مزید کامیابیاں حاصل کرے۔

ہرات میں دشمن کے درمیانے درجے کے ذمہ داران بھی رواں سال ہلاک کئے گئے، اس سلسلے میں ضلع کرخ میں خفیہ ادارے کے مقامی سربراہ اور کرزئی کے مشیر ڈاکٹر سپنتا کے بھائی بھی گوریلا کارروائی میں ہلاک ہوا۔

ہرات میں رواں برس ایک اہم واقعہ ضلع شینڈنڈ میں پیش آیا جہاں زاول کے علاقے میں دشمن کے تربیتی مرکز قائم ہے وہاں ایک پہاڑ بھی ہے جس کا نام تبخسر ہے جس پر ہیلی کاپٹر اترتے تھے اور فوجیوں کو پیدل مشق کے لئے لے آتے تھے، مجاہدین نے ایک حکمت عملی بنائی جہاں ان کے ہیلی کاپٹر اترتے تھے وہاں بم نصب کر دیئے گئے، جب ہیلی کاپٹر وہاں پر اترا تو زوردار دھماکہ ہوا جس کے نتیجے میں ہیلی کاپٹر بھی تباہ ہوا اور اس میں سوار تمام فوجی بھی ہلاک ہوئے۔ مختصرا ہرات میں حاصل کی گئی اہم کامیابیوں کا ذکر کیا مذید تفصیل جاننے کے لئے امارت اسلامیہ کی ویب سائٹ وزٹ کیجئے۔

سوال: حاجی صاحب آپ نے صوبہ ہرات کے مختلف اضلاع کا دورہ کیا وہاں کئی اہم سرکردہ لوگوں سے ملاقاتیں کیں اس حوالے سے کچھ معلومات دیں؟

جواب: گزشتہ دو ماہ کے دوران میں نے ہرات کے تمام اضلاع کا تفصیلی دورہ کیا اس سلسلے میں میں نے ہرات کے تمام اضلاع کا دورہ کیا صرف مسافت کی وجہ سے کرخ کا دورہ رہ گیا، میں نے اپنے دورے کے دوران مجاہدین اور علاقے کے معتبرین اور قبائلی عمائدین سے ملاقاتیں کیں اور ان کے مسائل پر ان سے گفتگو ہوئی۔

ہرات کے حوالے سے ہم نے ماضی میں یہ بات سنی تھی کہ وہاں کمانڈر اسماعیل نے لوگوں میں بڑی مقدار میں اسلحہ تقسیم کیا ہے لیکن جب ہم نے صوبے کا دورہ کیا تو ہمیں معلوم ہوا کہ یہ افواہ ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے، ہرات کے عوام مجاہدین کے ساتھ قریبی روابط رکھتے ہیں اور ان کے ساتھ تعاون کرتے ہیں اور تمام اضلاع میں مجاہدین کے حامیوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔

بہت شکریہ حاجی صاحب۔

حاجی صاحب: آپ کا بھی شکریہ

کے عبد الرؤف حکمت

حافظ بدر الدین حقانی شہید کے حیات اور کا ناموں پر ایک نظر

ہماری قابل فخر تاریخ میں صدیوں سے ہر منزل پر قابل فخر شخصیات کا پڑاؤ رہا ہے۔ ان شخصیات اور تاریخی لوگوں میں کچھ وہ لوگ ہیں جنہوں نے علم، تصوف، تصنیف، ادب وثقافت، اجتماعی خدمت اور دیگر شعبوں میں بلند کردار ادا کیا۔ اور بہت سی شخصیات ایسی ہیں جو راہ جہاد کے سرفروش مجاہد رہے ہے۔ آج مسلم قوم ان کے نام پر فخر کرتی ہے۔

جس طرح تاریخ کے طول وعرض میں قابل شخصیات اور قابل فخر جہادی خاندان رہے ہیں الحمد للہ آج کے دور میں بھی ہم اس فخر سے بہرہ مند ہیں۔ ملک کے طول وعرض میں بہت سے ایسے جہادی خاندان ہیں جو اپنے نوجوانوں کی تربیت جہاد، دین کی حفاظت، اور شہادت کی روایات کو برقرار رکھنے کے لیے کرتے ہیں۔ جن کی ساری زندگی دین الہی کی خدمت کے لیے وقف ہوتی ہے۔ ایسے قابل فخر دین دار، جہادی خاندانوں میں سے ایک نمایاں خاندان افغانستان کے جنوب مشرقی علاقے پکتیا میں دو استعماروں کو شکست سے دوچار کرنے والے عظیم مجاہد مولوی جلال الدین حقانی کا خاندان ہے۔ اس عظیم خاندان کی سابقہ اور موجودہ تاریخ کی ورق گردانی کریں اور ان کے جہادی کارنامو اور شہادتوں پر طائرانہ نگاہ ڈالیں تو پشتو کے عظیم شاعر خوشحال خان خٹک کا یہ شعر بے اختیار زبان پر آجاتا ہے۔

لوی واړه مې شهیدان وکور ته تللي
پُشت په پُشت مې دا هنر دی آل په آل

(ترجمہ: ہمارے چھوٹے بڑے سب قبروں میں شہید ہو کر گئے، یہ ہنر پشت در پشت نسل در نسل ہمارے پاس ہے۔)

جی ہاں حقانی خاندان افغان عوام کے انہیں خاندانوں میں سے ہے جنہوں نے شہادتوں کے فلک بوس مینار کھڑ کردیے۔ اس خاندان کے ارکان کے سینوں پر جہاں مشرقی سپرپاور نے اپنے اسلحہ کے ذخائر پھونک دیے وہاں مغربی سپرپاور کے طاقتور ترین اسلحوں کے لیے بھی اسی خاندان کے سینے ڈھال بنے رہے۔ اس خاندان نے تحریک حریت کی جڑوں میں ہمیشہ اپنے شہداء کا خون ڈالا۔ ذیل میں اسی غازیوں اور شہیدوں کے خاندان کے ایک نوخزاں شدہ پھول حافظ بدر الدین حقانی کی حیات اور کارناموں پر ایک نظر ڈالیں گے۔

بدر الدین حقانی شہید:

جب افغانستان پر روسی جارحیت کا دور تھا اور اس کے خلاف افغان عوام کی مزاحمتی تحریکی شروع تھی۔ افغانستان کے جنوب مشرقی پہاڑی سلسلے اور جنگل روسیوں کے لیے قبرستان بنتے جارہے تھے۔ اس وقت پکتیا، پکتیکا اور خوست کے پہاڑوں اور دروں میں ایک پہاڑی افغان جلال الدین حقانی نامی شخص سوویت لشکر کے آخری دستے پر حملہ آور ہورہا تھا۔ بعد ازاں یہ شخص اسلامی دنیا کی سطح پر "جلال الدین حقانی، قائد المیدانی، امام شامل ثانی" کے القاب سے مشہور ہوگیا۔ جہاد کے اسی گرم مرحلے پر رمضان المبارک 1406ھ کے پہلے دن جہادی قافلے کے اس عظیم رہبر کے گھر میں شمالی وزیرستان میرانشاہ میں ایام ہجرت میں ایک بچے کی ولادت ہوئی جس کا نام "بدر الدین" رکھا گیا۔

بدر الدین کی پرورش ان کے مجاہد باپ کی گود میں ہوئی، زندگی کے پہلے اداب، اخلاق اور عقائد انہوں نے اپنے والد سے سیکھے۔ وہ بہت چھوٹے تھے جب انہوں نے میران شاہ میں حقانی صاحب کے عظیم مدرسے منبع العلوم کی شاخ انجمن القرآن میں داخل ہوگئے۔ اور اس کے ساتھ عصری علوم کے تعلیمی ادارے میں بھی داخلہ لیا۔ انہوں نے سکول چھٹے کلاس تک پڑھا اور اس کے ساتھ قرآن کریم کا حفظ بھی شروع کردیا۔ ان کی عمر صرف دس سال تھی جب انہوں نے حفظ قرآن کریم کی تکمیل کی۔

دینی تعلیم:

بدر الدین حقانی نے حفظ قرآن کریم کی تکمیل کے بعد دینی علوم کی تحصیل شروع کردی۔ اس سلسلے میں میران شاہ کے جامعہ منبع العلوم، خیبر پختونخوا کے مختلف مدارس میں دینی علوم کی تحصیل شروع کی۔ اسی طرح امارت اسلامیہ کے دور اقتدار میں انہوں نے کابل میں اپنے والد سے خاص طور سے کچھ کتابوں کا درس شروع کردیا جو موقوف علیہ درجہ سابعہ کی تکمیل تک جاری رہا۔

امریکا کے خلاف جہاد:

افغانستان پر امریکی جارحیت کے وقت حافظ بدر الدین حقانی نوجوانی

کی دہلیز پر قدم رکھ چکے تھے۔ چونکہ ان کی تربیت ان کے مجاہد والد کے ہاتھوں ہوئی تھی اور ان کا تعلق جہادی خاندان سے تھا اس لیے انہوں نے زندگی کی دوسری مصروفیات ترک کر دیں اور جہاد کے جذبے سے سرشار میدان جنگ میں اتر گئے۔

حافظ بدرالدین حقانی نے شروع میں ایک عام مجاہد کی حیثیت سے پکتیا، پکتیکا اور خوست کے جنگی محاذوں پر دشمن کے خلاف جہادی کارروائیاں شروع کر دیں۔ چونکہ مولوی جلال الدین حقانی کا شمار ان رہنماؤں میں ہوتا ہے جنہوں نے بذات خود بنفس نفیس جنگوں میں حصہ لیا تھا اس لیے حافظ بدرالدین سمیت ان کے کئی اور بیٹے بھی جنگوں میں شریک ہو گئے۔ گوریلا جنگ میں کچھ عرصہ خدمات انجام دینے کے بعد انہیں فدائی حملوں کے ایک یونٹ کا سربراہ بنایا گیا۔ شہادت کے دن تک انہوں نے یہ ذمہ داری بخوبی نبھائی۔ اور پوری بہادری اور استقامت سے اپنا کام کرتے رہے۔ مخصوص فدائی حملوں کی منصوبہ بندی کے علاوہ جنوب مشرقی زون کے تنظیمی ریاست کے سیکرٹری اور صوبہ خوست کے عسکری ذمہ دار کی حیثیت سے اور اسی طرح دیگر جہادی خدمات اور ذمہ داریاں بھی نبھاتے رہے۔

کفر شکن فدائی حملے:

بدرالدین حقانی کا شمار امارت اسلامیہ کی صفوں ایک ذہین، مدبر اور فعال عسکری شخصیات میں ہوتا ہے۔ گذشتہ بارہ سالوں میں انہوں نے اپنے پورے تحقیق کے ساتھ مرتب کردہ منصوبوں اور کامیاب حملوں کے ذریعے دشمن کو بار بار شدید نقصانات سے دوچار کیا۔

کابل، بگرام، پکتیا، خوست، میدان وردگ، اور ملک کے دوسرے علاقوں میں بدرالدین حقانی کے جدید طرز سے کیئے گئے حملوں اور ان کے بارے میں دشمن کے اعترافات سے ہمارے اس دعوے کی تصدیق ہوتی ہے۔

سرفروش مجاہدین کے ہاتھوں بدرالدین شہید کے ترتیب شدہ کامیاب حملوں سے دشمن کو کئی سخت نقصانات اور رسوائی کا سامنا رہا۔ اسی لیے دشمن نے ان کے خلاف شدید پروپیگنڈہ شروع کر دیا۔ دشمن نے کوشش کی تاکہ میڈیا پروپیگنڈے کے ذریعے حقانی صاحب کے ساتھیوں کو امارت اسلامیہ سے الگ ایک گروپ ثابت کیا جائے مگر دشمن کے اس پروپیگنڈے کی بھی امارت نے سختی سے تردید کی۔ حافظ بدرالدین حقانی نے اپنی ذمہ داری کے دور میں دشمن کے مراکز پر 75 مختلف النوع بڑے فدائی حملے کیے جس میں بگرام، کابل اور خوست کے جیسے بڑے آپریشن شامل ہیں۔

ان کارروائیوں میں خوست کے صحراباغ میں قائم امریکی مرکز پر آپریشن، خوست کے صوبائی مرکز پر آپریشن، ضلع دومندو میں حملہ، صبریو کے امریکی اڈے اور بگرام کے ہوائی اڈے پر بڑا حملہ، انٹرکانٹی نینٹل ہوٹل پر حملہ اور دارالحکومت کابل میں کچھ دیگر بڑے اہداف پر آپریشن، جس سے دشمن کو سخت جانی ومالی نقصانات پہنچے۔

بالآخر شہادت:

بدرالدین حقانی جسے جارحیت پسند امریکی اپنے دشمن کی حیثیت سے جان چکے تھے۔ کافی عرصے سے امریکی غاصبوں کا ہدف بن گئے تھے۔ اسی لیے ان کا نام بلیک لسٹ میں شامل کیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ بالآخر دشمن کے مسلسل حملوں اور کوششوں کے بعد ڈرون طیارے کے حملے میں کچھ فدائی مجاہدین کے ساتھ شہادت کے عظیم رتبے پر فائز ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

امارت اسلامیہ کے رہبری شوری نے بدرالدین حقانی کی شہادت کی مناسبت سے نشر ہونے والے اعلامیہ میں کہا: "امارت اسلامیہ افغانستان ان کے والد محترم معروف جہادی اور علمی شخصیت مولوی جلال الدین حقانی صاحب حفظہ اللہ، ان کے خاندان، ساتھیوں اور دوستوں کو ان کی شہادت کی مبارک باد پیش کرتی ہے۔ بدرالدین شہید صلیبی جارحیت پسندوں کے خلاف جاری حالیہ جہاد میں ناقابل فراموش کردار کے حامل ایک بہادر مجاہد تھے جنہوں نے دفاع حق کے محاذ پر تاریخی خدمات انجام دیے۔ اللہ تعالی ان کی جہادی خدمات قبول فرمائے اور جنت میں بلند درجات اور جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے۔

امارت اسلامیہ بدرالدین شہید جیسے جوانوں کی خدمت اور قربانی پر فخر کرتی ہے کہ انہوں نے اپنی جوانی دین کی خدمت کے لئے وقف کر دی تھی۔ اور اسلام اور ملک پر جارحیت کرنے والے طاغوتی قوتوں کے خلاف جہاد کا محاذ گرم رکھا۔ اللہ تعالی ان کی خدمت اور پاک خون کی برکت سے مسلمانوں کو کامیابی اور کفار کو شکست اور ذلت نصیب فرمائے آمین یارب العالمین"۔

بدرالدین حقانی کی شخصیت اور خصوصیات:

ہم پورے اعتماد سے کہہ سکتے ہیں کہ حافظ بدرالدین حقانی رواں جہاد کی ایک بے مثال ہستی تھی۔ جن کی شہادت پر ان کے دوست غمگین اور دشمن ایک لمحے کے لئے خوش ہو گئے۔ ان کی شہادت پر مختلف رد عمل اور نقطہ ہائے نظر سامنے آئے۔ ذیل کی چند سطروں میں ان کی شخصیات کے حوالے سے چند لوگوں کی آراء پڑھیں۔

خلیفہ سراج الدین حقانی کہتے ہیں شہادت کے وقت حافظ بدرالدین کا جسم امریکی میزائل لگنے کی وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا تھا۔ صرف سینہ صحیح سلامت رہ گیا تھا۔ مجاہدین نے انہیں سینے سے پہچان لیا۔ یہ ان کی کرامت اور قرآن کریم کے اعجاز کی علامت تھی۔ کیوں کہ ان کے سینے میں قرآن کریم

محفوظ تھا۔ اللہ تعالی نے ان کے پورے جسم میں سے صرف سینے کو صحیح سلامت رکھا۔

صوبہ خوست کے عسکری ذمہ دار مولوی محمد جان نے ان کے بارے میں کہا: "حافظ بدرالدین گفتگو اور تعبیر کے بادشاہ تھے۔ محفل میں شریک سب لوگوں کی توجہ کھینچ لیتے۔ وہ صبر اور حوصلہ کے مالک تھے اور ٹھنڈے دل اور دماغ سے لوگوں کے مشورے سنتے۔ حافظ صاحب کو اللہ تعالی نے بہت کچھ عطا فرمایا تھا۔ اچھے اخلاق، عاجزی، انکساری، تقوی، ایثار اور ساتھیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ اور خوش طبعی یہ حافظ صاحب کی امتیازی صفات ہیں۔

دشمن کی صفوں میں گھس کر کارروائیاں کرنے کی انہیں بھرپور صلاحیت حاصل تھی۔ انہوں نے دشمن کی صفوں میں لوگوں کو جہاد کے لیے تیار کیا۔ اور دشمن کے گھر سے اس پر کاری حملے کیے۔ حافظ بدرالدین کی جہادی فعالیت اور استعداد کا اعتراف دشمن نے بھی کیا۔ ان میں اطاعت کا مادہ بھی کھوٹ کھوٹ کر بھرا تھا۔ وہ پوری دیانت داری سے امارت اسلامیہ کے رہبری شوری کی جانب سے جاری کردہ احکامات تسلیم کرتے اور اس پر عمل کرتے۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں کی بھی ایسی تربیت کی تھی کہ وہ امارت اسلامیہ کے پورے وفادار رہتے۔ صوبہ پکتیکا کے سابق عسکری ذمہ داری مولوی محمد سنگین فاتح کہتے ہیں: حافظ بدرالدین اسٹریٹیجک امور میں بھرپور مہارت رکھتے تھے۔ اس لیے گذشتہ چند سالہ جہاد میں ہم نے دیکھا کہ جب ساری دنیا کے ترقی یافتہ فوج کے تجربہ کار جرنیل ہمارے ملک میں آئے، اپنی دفاع کے لیے محفوظ مراکز تعمیر کیے، مگر حافظ بدرالدین نے اپنی کامیاب تیکنیکوں کے ذریعے دشمن کے مضبوط دفاعی حصار توڑ دیے کر دشمن کے قلب پر حملے کئے۔ انہوں نے ایسے محفوظ مراکز اور مقامات پر حملے کیے جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔

امارت اسلامیہ کی آفیشل ویب سائٹ کے صحافی حبیب مجاہد حافظ بدرالدین کے بارے میں کہتے ہیں: حافظ بدرالدین ایک ہوشیار، مدبر اور جہادی امور میں صحافت کی اہمیت سے واقف شخص تھے۔ وہ جس باریکی اور باریک بینی کے ساتھ عسکری آپریشن مرتب کرتے اتنی ہی باریک بینی سے آپریشن کے بعد اس کی عکس بندی کرتے۔ وہ شروع کردہ آپریشن کے حوالے سے انتہائی دقت اور سرعت سے امارت اسلامیہ کے ترجمانوں اور نشریاتی ادارے تک معلومات پہنچاتے۔ اور معلومات جمع کرنے میں انتہائی باریک بینی سے کام لیتے۔ وہ جہادی آپریشن کی عکاسی کرتے تاکہ یہ کارروائیاں مستند طور پر ناظرین کے سامنے پیش کی جائیں۔ ان کی یہی خصوصیت تھی جس کی بناء پر ہونے والی جہادی کارروائیوں کے اثرات عسکری محاذ کے ساتھ مطبوعاتی میدان پر بھی پڑتے۔

بدرالدین حقانی کی شہادت کے بعد امریکی ذرائع ابلاغ نے انہیں امریکا کا ایک خطرناک دشمن قرار دیا۔ THE LONG WAR نامی ایک امریکی نشریاتی ادارے نے لکھا "امریکی جاسوس طیاروں نے بدرالدین حقانی کے نام سے طالبان کے سب سے اہم کمانڈر کو مار دیا ہے۔ بدرالدین حقانی نے افغانستان میں امریکیوں پر سب سے بڑے اور ہلاکت خیز حملے کیے۔ اہم امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ نے بدرالدین شہید کی شہادت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ: "وہ افغانستان میں امریکی کامیابیوں کے سامنے ایک بڑی رکاوٹ تھے جنہوں نے امریکیوں پر مسلسل خطرناک اور ہلاکت خیز حملے کئے۔

عربی کا مقولہ ہے "والفضل ماشہدت بہ الاعداء" (اصل فضیلت اور بہتری وہی ہے جس کا دشمن بھی اعتراف کرے)۔ امریکی فرعونی حکام اپنے تکبر اور غرور کی انتہاء میں بھی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ بدرالدین حقانی ان کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ تھا۔ اس سے ان کی عسکری وجہادی حیثیت معلوم ہوتی ہے۔

بدرالدین حقانی ان مجاہدین میں سے تھے جنہوں نے شہادت کے بعد امریکی کفار سے اپنی شہادت کا انتقام لیا۔ وہ اس طرح کہ شہادت سے قبل کابل کے آریانا ہوٹل میں سی آئی اے کے مرکزی دفتر پر حملے کی منصوبہ بندی اور تیاری انہوں نے مکمل کرلی۔ جو ان کی شہادت کے بعد انتہائی کامیابی سے پایہ تکمیل کو پہنچا۔ جس سے دشمن کے انٹیلی جنس حکام کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔

اللہ تعالی حافظ بدرالدین حقانی کی شہادت قبول فرمائے

آمین یارب العالمین

▽ ▽ ▽

مجاہدین کے مطبوعاتی حملوں کی گونج!!

کابل کی منتشر انتظامیہ کے حکام اب سب اس بات پر متفق ہیں کہ مجاہدین کے حالیہ ثقافتی اور مطبوعاتی سلسلے بہت منظم ہیں۔ ہر واقعہ پر ان کا رد عمل بہت متاثر کن ہوتا ہے۔ ان کے ذرائع ابلاغ اپنا موقف بہت متاثر کن طریقے اور انتہائی سرعت سے نشر کرتے ہیں۔

28 اکتوبر کو کابل انتظامیہ کے ترجمانوں کے تعلقات اور رابطوں کے حوالے سے کابل میں ایک اہم کانفرنس کا انعقاد کیا گیا تھا جس میں کچھ اہم حکام، ترجمانوں اور کچھ درباری صحافتی شخصیات ودانشوروں اور امریکا اور ناٹو کے نمائندوں نے حصہ لیا۔ سب نے اپنی تقریروں میں مجاہدین کی میڈیا اور ذرائع ابلاغ کو مؤثر قرار دیا اور اس بات کا اعتراف کیا کہ مجاہدین کا میڈیا سرکاری میڈیا کے بہ نسبت زیادہ تیز ہے۔

اس کانفرنس میں کابل وزارت دفاع اور سکیورٹی اداروں سے لے کر ایساف کے ترجمانوں تک ہر مقرر نے اس حوالے سے مشترکہ موقف ظاہر کیا کہ طالبان کے ثقافتی امور اور میڈیا ان کے گمان اور خیال سے زیادہ منظم ہے۔ اور یہ لوگ ہر واقعہ کو انتہائی باریک بینی اور مستعدی سے دیکھتے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی اعتراف کرلیا کہ مجاہدین کی مطبوعاتی نشریات، برقی ذرائع ابلاغ، ویڈیو جہادی فلموں اور ترانوں کے شائقین اندرون ملک اور بیرونی ممالک میں پائے جاتے ہیں۔ نوجوان طبقہ خصوصی طور پر ان ویڈیو جہادی فلموں، ترانوں اور میڈیا سے متاثر ہورہا ہے۔ اسی طرح ان کے ترجمان ایک چھوٹے سے واقعے پر بہت کم وقت میں ذرائع ابلاغ تک اپنا موقف پہنچاتے ہیں۔ اسی طرح منظم اعلامیے، رد عمل اور قیادت کے پیغامات مخصوص اور مؤثر طریقے سے نشر کرتے ہیں۔ اور اس میں ایسے الفاظ کا استعمال کرتے ہیں جس میں عوامی اور دینی رنگ جھلکتا ہے جس سے لوگوں کے ذہنوں کو اپنی جانب متوجہ کرتے ہیں۔

واقعہ بھی یہی ہے کہ امارت اسلامیہ کا ثقافتی اور مطبوعاتی محاذ مجاہدین کے عسکری ونگ کے ساتھ قدم بقدم رواں دواں ہے۔ اس محاذ کے بہادر سپوت اس بات کو اپنے لیے باعث صد افتخار سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالی ان سے یہ مؤثر خدمت لے رہا ہے۔ اس سے زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ داخلی وخارجی دشمن یک زبان ہوکر اس بات کا اعتراف کررہے ہیں۔ ان کی باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ مجاہدین کے مطبوعاتی حملے ان کے دلوں اور دماغوں پر کتنا گہرا گھاؤ لگا رہے ہیں۔

کابل کی روبہ زوال انتظامیہ کے حکام اور آقاؤں سے ہم کہتے ہیں کہ اس میں بات کوئی شک نہیں کہ مجاہدین کے ثقافتی اور مطبوعاتی وسائل اور آلات کا تمہارے وسائل سے کوئی مقابلہ نہیں۔ اس لیے کہ مجاہدین کے ثقافتی شعبے کے ارکان کی تعداد یا وسائل کی گنتی انگلیوں پر کی جاسکتی ہے اور مالی وسائل بھی اتنے نہیں کہ ڈالروں کے زور پر ہزاروں لکھاریوں، صحافیوں اور سیاست دانوں کو خرید کر اپنے پروپیگنڈے کے لیے استعمال کریں۔ اس کے باوجود آپ کے اعتراف کے مطابق اگر مجاہدین کا میڈیا ثقافتی کمیشن منظم، بیدار اور مؤثر ہے تو یہ الہی نصرت اور تسخیر کے علاوہ کچھ نہیں اور نہ اس کی کوئی اور وجہ ہوسکتی ہے۔ آپ کو یہ حقیقت سمجھ لینی چاہیے کہ امارت اسلامیہ کے ثقافتی و مطبوعاتی سلسلے جہادی جذبے اور جہاد کی محبت لے کر چل رہے ہیں۔ ہمارا ہر رکن جو بھی سطر لکھتا اور نشر کرتا ہے اس پر اللہ تعالی سے اسی اجر کی امید رکھتا ہے جو اس فدائی مجاہد کو ملتا ہے جو تمہارے فوجی کاروانوں اور مراکز میں تباہی مچاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کی غیور ذات نے ثقافتی کمیشن کے ارکان کے قلموں، زبانوں اور تمام کوششوں میں اتنا اثر رکھا ہے کہ تمہارے جیسے افغان دشمنوں کو اس بات پر مجبور کردیا کہ وہ حقائق کا اعتراف کریں اور مجاہدین کے ثقافتی حملے پورے شد ومد سے بیان کریں۔ فللہ الحمد

■ ■ ■

کمال ازم پر ایک اور کمر توڑ وار

حسن مومند

ترکی کے تاریک سیکولرنظام پر ایک اور حملہ ہوااور 4 خواتین ممبران پارلیمنٹ پوری جرات کے ساتھ پارلیمنٹ میں داخل ہوگئیں ۔ اس طرح تقریباً90 سال پہلے اس ملک میں حجاب پر لگی پابندی ٹوٹ گئی۔

سیکولر ازم کا ترجمہ جب لادینیت یا بے دینی سے کیا جاتا ہے تو ہمارے اسلامی معاشرے میں تمام وہ افراد جو خود کو سیکولر سمجھتے ہیں ناراضگی کا اظہار کرنے لگتے ہیں ۔ اور کہتے ہیں سیکولر ازم کا یہ مطلب نہیں ، سیکولرازم کا یہ مطلب وہ لوگ بیان کرتے ہیں جو سیکولرازم کا معنی نہیں سمجھتے ۔ سیکولرازم کا معنی یہ ہے "کہ حکومت اپنے وضع شدہ اصولوں میں اپنے تمام امور میں آزاد ہو ۔ مذہب کو حکومتی امور میں کوئی دخل حاصل نہ ہو۔ اور نہ حکومت کسی مذہبی اصول ، قانون یا ہدایات کو جواب دہ ہو۔ اسی طرح حکومت کی حاکمیت کے تحت تمام لوگ عقیدہ اور فکر اپنانے اور کوئی عبادت کرنے میں اپنے مذہبی رسومات کے حوالے سے آزاد ہوں گے ۔ حکومت کو کوئی حق نہ ہوگا کہ ذاتی عبادت اور مذہبی رسومات میں مداخلت کرے"۔

اسلامی ممالک میں جو لوگ سیکولرازم چاہتے ہیں تو لادینیت سے اس کی تعبیر کرنا اور بے دینی کہنا اس لیے ٹھیک ہے کہ یہ دین کے حوالے سے اسلام کو ماننے سے انکار اور بالفاظ دیگر یہ کہنا کہ نہ اسلامی نظام ہے اور نہ زندگی کے تمام شعبوں میں اسلام کی کوئی رہنمائی ہے ۔ بس اسلام ایک مذہب ہے اور صرف عبادت کے طریقے بتاتا ہے ۔ حالانکہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں اسلام کو دین کہا ہے ، مسلمانوں کے لیے اسے دین کے طور پر پسند فرمایا ہے اور دین کی حیثیت سے اسکے ماننے کو ان کی ذمہ داری قراردیا ہے ۔

سیکولر طبقہ سیکولرازم کا جو معنی بیان کرتا ہے باوجود اس کے کہ یہ بے دینی کے مترادف ہے مگر غیر مسلم دنیا میں مقیم مسلمان اور اسلامی دنیا کے وہ مسلمان عوام جن پر ظالم ، جابر اور گمراہ ڈیکٹیٹرز مسلط ہیں وہاں ایسا سیکولر نظام بھی غنیمت ہے جس میں کم از کم عبادات اور مذہبی رسومات میں انہیں آزادی ہو۔ مگر افسوس دنیا میں جن ممالک کا نظام سیکولر سمجھا جاتا ہے ، وہاں کے حکمران خود کو سیکولر سمجھتے ہیں اور سیکولرازم کی مذکورہ بالا تشریح کرتے ہیں انہوں نے کبھی بھی اس طرح کے سیکولرازم سے وفاداری نہیں نبھائی ۔ ان کے قول وعمل میں بہت بڑا تضاد ہے اور وہ بہت بڑے جھوٹ اور فریب کا شکار ہیں ۔

ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ غیر مسلم اقلیت میں ہوں یا اکثریت میں ایسا سیکولرازم مسلم اور غیر مسلم دنیا میں موجود ہے جس سے یہ لوگ پورے خلوص سے مستفید ہوتے ہیں مگر اس سیکولرازم سے مسلمان استفادہ کریں ، یہ ناممکن ہے ۔ مسلمانوں کی باری آتی ہےتو یہ لوگ سیکولرازم کے تمام اصول پامال کرجاتے ہیں ۔ مسلمانوں پرایسے ظالمانہ وجابرانہ فیصلے مسلط کیے جاتے ہیں جو اسلام تو کیا سیکولرازم کے اصولوں کے بھی سراسر مخالف ہوتے ہیں ۔

کچھ مغربی ممالک میں مسلمانوں کو مسجد کی اشد ضرورت ہوتی ہے اور باربار حکومتوں سے نئی مساجد کی تعمیر کا مطالبہ کرتے ہیں مگر حکومتوں کی جانب سے انہیں پہلے تو اجازت نہیں ملتی اور اگر ملتی ہے تو بھی انتہائی مشکل سے ۔ تعمیر کی اجازت کے ساتھ مناروں کی عدم تعمیر سمیت اور بھی حدود وقیود لگائے جاتے ہیں جس کی وجہ سے مساجد کی تعمیر تقریبا ناممکن ہوجاتی ہے ۔ مساجد پر مینار کی تعمیر صرف اس لیے ہوتی ہے کہ وہ دیگر عمارتوں سے ممتاز ہواور لوگوں کو معلوم ہو کہ یہ ایک عام عمارت نہیں بلکہ مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے ۔ کنکریٹ کا یہ بے جان مٹیریل کسی حکومت یا حکومتی روڈ میپ ، کسی کے عقیدے اور فکر کی راہ میں کوئی خطرہ تو نہیں بن سکتا ۔ مگر پھر بھی مسلمانوں کو مساجد کی اجازت نہیں دی جاتی اور اسی بہانے انہیں گرادیا جا تاہے کہ بلند مناروں کے وجود سے انہیں سیکولر مغربی افق مشرف بہ اسلام

ہوتا نظر آتا ہے۔

حکومتی سطح پر مناروں کے انہدام سمیت تقریبا تمام مغربی ممالک میں مسلمانوں کے خلاف نفرت اور تشدد کی نئی لہریں اٹھنے لگی ہیں۔ کئی مغربی ممالک میں مساجد کو خطرہ درپیش ہے۔ ان پر مسلسل حملے کیے جارہے ہیں۔ انہیں جلایا جارہا ہے۔ مساجد کی دیواروں پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت انگیزوال چاکنگ کی جاتی ہے۔ مسلمانوں کو روحانی تکالیف پہنچانے کے لیے مساجد میں خنزیر کا گوشت پھینکا جاتا ہے۔

مناروں کے انہدام کے بعد سیکولر نظام سے بہرہ ور فرانس سمیت یورپ کے کئی ممالک میں مسلمان خواتین کے پردے اور سر ڈھانپنے کو قانونی جرم قراردیا گیا۔ جو خواتین سر ڈھانپتی ہیں انہیں ملازمتوں سے فارغ کردیا جاتا ہے۔ شہروں میں ان کی بے حرمتی کی جاتی ہے۔ سکارف پہننے والی خواتین پر حملوں میں بھی دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

مغربی دنیا انسانی آزادی اور مساوات کے بلند بانگ دعوے کرتی ہے مگر بہ زبان حال وہاں رہنے والے مسلمانوں کو یہ کہا جاتا ہے کہ یہاں غلامی قبول کرنے میں آزادہو۔ اگر اپنے مذہب، کلچر، تاریخ، طرز زندگی اور روایات پر قائم رہنے پر اصرار کروگے تو مغرب میں تمھیں باغی سمجھا جائے گا۔ یہاں تمھیں زندگی گذارنے کا حق حاصل نہ ہوگا اگرچہ یہ ان کا آبائی ملک ہی کیوں نہ ہو۔

مختصر یہ کہ مغربی دنیا خود کو سیکولر کہتی ہے اور سیکولر ازم کی تعریف یوں کرتی ہے کہ حکومت لوگوں کے مذہبی امور میں مداخلت نہیں کرے گی۔ مگر اسلام اور مسلمانوں کے حوالے سے بات برعکس ہے۔ حکومت مسلمانوں کے تمام مذہبی امور میں مداخلت کرتی ہے یہاں تک کہ مسلمان خواتین کی مذہبی تشخص اور مساجد کی تعمیر، ساخت اور ڈیزائن میں بھی مداخلت سے دریغ نہیں کیا جاتا۔

یہ نہ حقیقی سیکولر ازم کا طریقہ ہے اور نہ تحریف شدہ عیسویت اپنے متبعین کو اس بات پر ابھارتا ہے۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ مغربی لوگ نہ عیسائی ہیں اور نہ حقیقی معنوں میں سیکولر ہیں۔ بلکہ یہ سب نسل پرست، طاقت پرست اور اسلام کے دشمن ہیں اور اسلامی دنیا میں بھی سیکولرازم کے نام پر جابر اور ظالم نظام مسلط کرنا چاہتے ہیں جس کی زندہ مثال ترکی، مصر اور کئی عرب ممالک ہیں۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد جب1923ء کو کمال اتاترک نے عثمانی خلافت ختم کرکے ترکی میں حکومتی نظام کے طورپر سیکولر ازم مسلط کردیا توحکومتی نظام میں مذہبی رہنمائی کی بو بھی جرم سمجھا جاتا تھا، چاہیے تو یہ تھا کہ عوام اپنا اسلامی عقیدہ اور اسلامی تشخص رکھنے میں آزاد ہوتے اور شخصی زندگی میں اپنی دینی رہنمائی میں انہیں آزاد چھوڑدیا جاتا مگر ایسا نہ ہوسکا۔

کمال اتاترک کے سیکولرازم کا پہلا حملہ اسلام اور اسلامی شعائر پر تھا۔ کمال اتاترک نے ترقی پذیر ترکی کی بنیاد رکھنے کے نام پر ترکی کی تہذیب اور ثقافت کو انتہائی بے رحمی سے پامال کیا۔ یہ ترکی کی تاریخ کا انتہائی سیاہ باب سمجھا جاتا ہے۔ اسلامی شعائر کے خلاف اقدامات کا سلسلہ اذان پر پابندی سے ہوتا ہوا مسلمانوں کے دینی تشخص کے خاتمے، مردوں کے سروں سے پگڑیاں اور ٹوپیاں اور خواتین کے سروں سے چادریں اتارنے تک طویل ہوتا چلا گیا۔

30اور 40 کی دہائی میں ترکی کے مسلمان خواتین کے سروں سے جبری طورپر سکارف اتارلیا گیا۔ کسی حکومتی ادارے میں خواتین کو سکارف پہننے کی اجازت نہ تھی۔ کمال ازم کے تسلط کے بعد سے آج تک ری پبلکن پیپلز پارٹی کے نام سے سیکولر تنظیم اور خواتین کے حقوق کی تحفظ کے نام پر مغرب کے ڈالروں سے چلنے والی این جی اوز کا کہنا تھا کہ خواتین کی چادریں یا برقعے خواتین کے استحصال اور اس بات کی علامت ہے کہ خواتین مردوں یعنی باپ، بھائی اور شوہر کی ملکیت ہیں۔ حد سے زیادہ جسم چھپانے کا معنی یہ ہے کہ خواتین ہر مرد کو ایسے جارح کی نظر سے دیکھتی ہیں جن کی نظروں سے اپنے سارے جسم کا چھپانا ضروری ہے۔

مذکورہ سیکولر جماعت اور این جی اوز کا یہ نعرہ تھا کہ حجاب ترقی کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہے مگر کمال اتاترک کی نئی ترکی میں دین کی دوری کے باعث معاشرے میں ہر خرابی اور برائی داخل ہوگئی۔ شراب نوشی، سود، جوا، زنا، رشوت، غبن، بدامنی، چوری ڈاکے اور حکومتی کرپشن اپنے عروج پر پہنچ گیا۔ جس کی وجہ سے ترکی ہر لحاظ

سے تنزل کا شکار ہوگیا اور گرتے گرتے اس مقام پر پہنچا کہ اسے "مرد بیمار " کہا جانے لگا۔

ترکی کے باشعور عوام یہ سمجھ گئے تھے کہ کمال ازم نے ترکی کو اپنے اسلامی اور قومی تشخص سے بے بہرہ کرنے کے ساتھ ہر طرح کے تنزلی کا شکار کردیا۔ اس لیے یہاں کے عوام نے اپنی خوشی اور اپنے ارادے سے اسلامی رہنمائی سے قریب ہونے کا سفر نئے سرے سے شروع کردیا اور کئی رکاوٹوں کے باوجود منزل کی جانب تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔

ترکی کی مسلمان خواتین اس حقیقت سے بخوبی واقف تھیں کہ بے پردگی کے ساتھ بدکاری ملی ہوئی آتی ہے جس طرح زمانہ جاہلیت میں بے پردگی کی وجہ سے زنا معاشرے کا جز لاینفک بن گیا تھا۔ اسی طرح موجودہ جاہلیت بھی خواتین کو بے پردہ کرکے ان کی عصمت اور عفت لوٹنا چاہتا ہے۔ حجاب چھوڑنے کی وجہ سے خواتین کی حرمت اور عزت میں بہت زیادہ کمی آگئی ہے۔ گھریلو نظام تباہ ہوکر رہ گیا ہے۔ خواتین گھروں اور محفوظ چاردیواریوں سے نکلنے کے بعد مردوں کی جنسی خواہشات پوری کرنے کی بے وقعت اور بے اہمیت چیز بن گئی ہیں۔

مغرب کی حقوق یافتہ اور حقوق کا تحفظ کرنے والی خواتین نے ان تمام برائیوں سے نجات پانے کے لیے اسلام قبول کرنے کا راستہ اپنا لیا ہے۔ جو خاتون مسلمان ہوتی ہے وہ پھر سر سے سکارف اتارنے کا نام نہیں لیتی۔ اور پوری جرات سے کہتی ہے کہ وہ حجاب میں خود کو انتہائی محفوظ سمجھتی ہے۔اسی طرح ترکی کی خواتین نے بھی اس حقیقت کا ادارک کرلیا کہ حجاب ہی ان کی زندگی کا اصل سرمایہ ہے۔ وہ سرمایہ جس سے محرومی کے باعث وہ سب کچھ سے محروم ہوگئی ہیں۔ اس لیے اس کے حصول کے لیے انہوں نے ہر طرح کی قربانی دی۔

جی ہاں ! فطرت انسان کو اپنے اصل اور بنیاد پر لے جاتی ہے۔ 30 اور 40 کی دہائی میں تقریبا حجاب کا مکمل خاتمہ ہوچکا تھا مگر کچھ عرصے بعد 60 کی دہائی میں پھر ایسی خواتین نظر آئیں جنہوں نے سروں پر سکارف اوڑھ رکھے تھے۔ خوش قسمتی سے فطری احساسات پھر سے ان میں انگڑائیاں لینے لگے تھے۔ جس کی قوت کی نشانی آج پارلیمنٹ میں نظر آئی۔

ترکی پر مسلط شدہ سیکولرازم کے نتیجے میں سامنے آنے والی ساری بدبختیوں اور ہر طرح کے تنزل سے نجات پانے کے لیے صرف خواتین ہی نہیں بلکہ ترکی کے اکثر مسلمانوں نے پھر سے اسلام سے قریب ہونے کے سفر کا آغاز کیا۔ انتہائی دانشمندی سے آگے بڑھے اور وہ وقت آن پہنچا کہ 1970 اور 1980 میں اسلام پسندوں کی بنیاد رکھ دی گئی۔

رفاہ پارٹی سامنے آئی۔ ترکی کے عوام جو دائیں اور بائیں بازووں کی سیکولر جماعتوں کی خیانتوں، خود غرضیوں، لوٹ مار، رشوت، بداخلاقی، مظالم اور حکومتی بدنظمی اور کرپشن سے تنگ آئے ہوئے تھے نے مختلف ادوار میں اسلام پسندوں کو اقتدار دلانے کے لیے کوششیں شروع کردیں۔ مگر افسوس ہر بار ترکی کی بے دین فوج نے نہ صرف یہ کہ اسلام پسندوں کو آگے آنے نہیں دیا بلکہ اسلام پسند قائدین کو جیلوں میں ڈال کر تختہء دار پر لٹکایا گیا۔ یہاں تک کہ طیب اردگان اور عبداللہ گل کے ہاتھوں بننے والی اے کے پی یعنی انصاف وترقی پارٹی 2002 میں اقتدار کو پہنچ گئی۔ گذشتہ حالات کو سامنے رکھتے ہوئے انہوں نے فوج سے کسی قسم کی نبردآزمائی سے دامن بچائے رکھا۔ ملک کو اقتصادی مشکلات سے چھٹکارا دلایا۔ قومی خزانے کی حفاظت اور صحیح استعمال اور عوامی خدمت کو انہوں نے اپنا نعرہ بنالیا۔ اس نعرے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے بہت اخلاص سے آستین چڑھالیے جس میں انہیں بڑی کامیابی بھی ملی۔

قومی خزانے کے لوٹ مار اور بے جا استعمال کا مکمل خاتمہ کیا گیا۔ مرکزی شہروں اور اطراف میں پھیلتی ہوئی بدامنی کا مکمل خاتمہ کیا گیا۔ جوے کے سارے اڈے ختم کردیے گئے۔ شہروں کی صفائی پر بھرپور توجہ دی گئی۔ نامناسب اقتصادی حالات سے ملک کو نجات دلانے کے لیے فوری اقدامات کیے گئے۔ بے روز گاروں کو روز گار دلانے کے لیے مفید اسکیمیں شروع کی گئیں جس کے نتیجے میں ملکی کرنسی کی قیمت بڑھ گئی۔ ترکی کے ذمے واجب الاداء عالمی مالیاتی اداروں کے تمام قرضے اداکردیے گئے۔ یہاں تک کہ معاشی خون چوسنے والے یہودی ادارے آئی ایم ایف کے تمام قرضوں سے بھی

ترکی کو نجات دلایا گیا۔ ترکی اپنے پاؤں پر کھڑا ہوگیا۔ وہ ترکی جس کا شمار دنیا کے کمزور ترین ممالک میں ہوتا تھا اس نے اتنی ترقی کی کہ دنیا کی پہلی 16 معاشی قوتوں میں اس کا شمار ہونے لگا۔ اور اب دنیا کے 10 طاقتور ترین معیشتوں میں اس کا شمار کیا جاتا ہے۔

طیب اردگان نے مخالفین اور تنقید کرنے والے معترضین کو جوابات دینے اور ان سے بحث کرنے میں وقت ضائع کرنے سے خود کو محفوظ رکھا۔ مگر 2008 اور پھر 2011 کے انتخابات میں انصاف وترقی پارٹی کو کامیاب کرواکے ترکی کے عوام نے اپنے عوامی فیصلے سے مخالفین کو عملی طور پر جواب دے دیا۔

اس کے ساتھ ساتھ طیب اردگان نے اسلامی دنیا سے کٹے ہوئے ترکی کو پھر سے اسلامی دنیا سے جوڑنے اور ملک کے اندر اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور اسلامی بیداری کے لیے جو کوششیں کیں اس کی فہرست بہت طویل اور اس کے فوائد ہمارے سامنے ہیں جسے بیان کرنے کے لیے الگ سے مضمون کی ضرورت ہے۔

ملک کے اندر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ جس ترکی نے 90 سال پہلے حجاب پر مکمل پابندی عائد کردی تھی آج اسی ترکی میں پارلیمنٹ کے 4 ارکان حجاب کے ساتھ داخل ہوئیں۔ یہ وہی پارلیمنٹ ہے جہاں سے صرف 14 سال پہلے ایک خاتون رکن کو صرف اس لیے نکال دیا گیا تھا کہ اس نے سکارف اوڑھ لیا تھا۔ اس وقت کے وزیراعظم بلند ایجوٹ نے مذکورہ خاتون سے کہا تھا " یہ حکومت کو چیلنج کرنے کی جگہ نہیں ہے۔ اس خاتون کو اپنے حدود جان لینے چاہییں۔"

یہ چاروں خواتین اس سال حج کے مقدس فریضے کی ادائیگی کے لیے حجاز مقدس گئی تھیں۔ اس سفر کے بعد ان خواتین نے حجاب سر سے نہیں اتارے۔ ان میں سے ایک خاتون نے صحافیوں سے کہا: میں اپنا سکارف کبھی بھی سر سے نہیں اتاروں گی کیوں کہ دوپٹا اوڑھنا اور دیگر مذہبی رسومات کی ادائیگی میرے اور میرے رب کے درمیان معاملہ ہے۔ مجھے امید ہے کہ تمام لوگ میرے اس فیصلے کا احترام کریں گے۔ اور اپنے رب کی عبادت کے لیے میرے سامنے رکاوٹ نہیں بنیں گے۔

ترکی کے وزیر اعظم طیب اردگان نے اس حوالے سے کہا کہ ایسا کوئی قانون نہیں جو خاتون کو سکارف کے ساتھ پارلیمنٹ میں آنے سے روکے۔ ہمیں اپنی بہنوں کے فیصلوں کا احترام کرنا چاہیے۔ کیوں کہ یہ بھی پارلیمنٹ کے ارکان اور عوامی نمائندے ہیں۔

دوسری طرف طیب اردگان نے یہ اعلان بھی کیا کہ یونیورسٹیوں میں طلبہ وطالبات کے ایک ساتھ رہنے پر پابندی عائد کی گئی ہے ہماری حکومت انتہائی سختی سے اس کی نگرانی کرے گی۔

اپوزیشن پارٹی ری پبلکن پیپلز پارٹی کے سربراہ نے طیب اردگان کے اس فرمان پر ناراضگی کا اظہار کیاہے اور کہا ہے کہ طیب اردگان اپنے اس فرمان کی وضاحت کریں۔

پارلیمنٹ کے ایک سیکولر رکن نے کہا ہے کہ انصاف وترقی پارٹی کی جانب سے ترکی کو راسخ العقیدہ اسلامی ملک بنانے کی کوششیں انتہائی خفیہ طریقے مگر بہت تیزی سے جاری ہیں۔

اب ایسا لگتا ہے کہ ترکی ایک اسلامی فلاحی حکومت کی منزل کی جانب اپنا جاری سفر بہت تیزی سے طے کررہاہے اور اس کی راہ میں حائل ساری رکاوٹیں ریت کے گھروندے ثابت ہورہے ہیں۔

میں نے یہ نہیں کہا اور نہ میں کہتا ہوں کہ طیب اردگان نے ترکی میں اسلامی انقلاب برپا کردیا ہے یا انہوں نے سیکولر نظام اور قانون میں بہت بڑی تبدیلیاں لائی ہیں۔ ہم سب جانتے ہیں آئین کی وجہ سے سیکولرازم کے مطابق اپنا عمل کرنا ہر حکومت کی ذمہ داری ہے جس سے صرف نظر کی صورت میں فوج کو حکومت ختم کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ اسی لیے طیب اردگان ہمیشہ خود کو سیکولر ازم کا حامی قرار دیتے ہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ترکی میں گذشتہ ایک عشرے سے کچھ زیادہ عرصہ پہلے کے 7 عشروں کی بنسبت بہت بہتری آئی ہے۔ سر پر جابرانہ آئین اور سیکولر فوج کی لٹکتی تلوار کے سائے میں جتنی پیش رفت ہوئی ہے یہ بھی بہت کچھ ہے۔

◆ ◆ ◆

ممتاز عالم دین شیخ الحدیث والتفسیر

مولوی عبدالسلام صاحب کی شہادت پر

امارت اسلامیہ کے رہبری شوری کا تعزیتی پیغام

انتہائی افسوسناک خبر ملی ہے کہ ملک کے ممتاز عالم دین اور معروف جہادی شخصیت شیخ الحدیث والتفسیر مولوی عبدالسلام صاحب جنہیں تین روز قبل اسلام اور دین کے دشمنوں نے ایک بزدلانہ حملہ کر کے شدید زخمی کردیا تھا ۔ گذشتہ رات گئے دیار ہجرت پاکستان کے شہر کوئٹہ کے ایک ہسپتال میں زخموں کی تاب نہ لاکر 62 سال کی عمر میں انتقال کرگئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شیخ صاحب مرحوم افغانستان کی سطح پر ایک ممتاز عالم اور امارت اسلامیہ کے مضبوط علمی اور جہادی شخصیات میں سے تھے ۔ ان کی حیثیت استاد کل کی تھی ۔ ہزاروں طلبہ نے ان سے دینی علوم اور دانش کا فیض کسب فیض کیا تھا ۔ ان کی شہادت افغانستان بلکہ پورے خطے کے علمی اور جہادی تحریکوں کے لیے ایک بڑا المیہ ناقابل تلافی نقصان ہے ۔

مرحوم شیخ صاحب رحمہ اللہ کے والد کا نام حاجی خان گل تھا ۔ وہ صوبہ پکتیکا کے رہائشی تھے ۔ ان کی ساری زندگی دین کی خدمت میں گزری۔ وہ25 سال کی عمر میں دینی علوم کی تحصیل سے فارغ ہوگئے۔ فراغت کے دو سال بعد احادیث نبویہ (دورہ حدیث) کی تدریس شروع کی ۔34 سال سے مختلف مدارس میں تدریس کرتے رہے ۔ جنوبی وزیرستان دارالعلوم وانا ، ڈیرہ اسماعیل خان کے بڑے مدرسے اور بلوچستان کے شہر کوئٹہ کے علاقے شیخ ماندہ میں جامعہ خیر المدارس اور دیگر مدارس میں استاد حدیث اور شیخ الحدیث کی حیثیت سے مدرس رہے ۔

شیخ صاحب شہید ایک بڑے عالم تھے ۔ انکی دانشمندی ، تقوی اور اپنے عقید تمندوں سے بے انتہا محبت کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں ان کے لیے بے پناہ محبت تھی ۔ وہ اپنے علاقے میں ایک ممتاز شیخ الحدیث کی حیثیت کے ساتھ ساتھ بڑے مبلغ اور جہاد کے عظیم داعی کی حیثیت سے شہرت رکھتے تھے ۔ وہ ہمیشہ بڑی محفلوں اور جہادی اجتماعات میں اپنے جرات مندانہ بیانات میں مجاہدین کی حمایت کرتے اور مجاہدین کی ذہن سازی اور اصلاح کے ساتھ ساتھ عام لوگوں کو جارحیت پسندوں کے خلاف جانی ومالی جہاد کے لیے ابھارتے ۔

شیخ صاحب شہید رحمہ اللہ کئی سالوں سے دورہ حدیث اور قرآن کریم کی تفسیرپڑھارہے تھے ۔ ہر سال ڈیڑھ سو سے زیادہ طلبہ ان سے کسب فیض کرتے اور دستار فضیلت کا شرف حاصل کرتے رہے چونکہ شیخ صاحب شہید کی زندگی اور دنیا میں ان کا وجود دین دشمنوں کے لیے قابل برداشت نہ تھا اس لیے ایک بزدلانہ حملے میں انہیں شہید کردیا۔ دشمن کا یہ عمل دونوں جہانوں میں شیخ صاحب کی سرخ روئی اور ان کے قاتلوں کے لیے سیاہ روئی کا باعث بنے گا ۔

امارت اسلامیہ افغانستان اس المناک واقعے پر شیخ صاحب شہید ان کے شاگردوں اور راہ حق کے مزاحمت کار مجاہدین اور تمام ہم وطنوں سے تعزیت کرتی ہے ۔ اللہ تعالی مرحوم شیخ صاحب کی شہادت قبول فرمائے اور اللہ جل جلالہ ان کے خاندان ، صاحب زادوں ، رشتہ داروں اور شاگردوں کو برداشت اور صبر کی توفیق عطافرمائے ۔ آمین

رهبری شوری امارت اسلامیه افغانستان

۱۴۳۵/۱/۳۰ ه ق

۱۳۹۲/۹/۱۲ ھ ش

۲۰۱۳/۱۲/۳ م

امریکی جاسوسی اور نام نہاد دہشتگردی کے خلاف دم توڑتی "جنگ"

میرکل نے امریکہ سے مطالبہ کیا کہ وہ جاسوسی نیٹ ورک کے حوالے سے شائع ہونے والی رپورٹوں کی وضاحت کرے۔جرمنی کے وزیراعظم انگیلامیرکل کا کہنا ہے کہ جرمنی اور فرانس ان انکشافات کے بعد کہ ان ممالک کی ٹیلی فون کالز کی جاسوسی کی گئی،امریکہ کے ساتھ دوٹوک بات کریں گے۔ان کا کہنا تھا کہ بداعتمادی پیدا ہونے کے بعد اب مزید تعاون نقصان دہ ثابت ہوسکتا ہے۔ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ آئندہ کی پالیسی کے لئے ایک میکنزم اور بنیاد کی ضرورت ہے۔ادھر وائٹ ہاوس کے ترجمان جے کارن نے بھی اعتراف کیا کہ ان انکشافات کے بعد امریکہ اور یورپی ممالک کے تعلقات کو دھچکہ لگا ہے۔

جرمنی نے امریکی سفیر کو مزید وضاحت کے لئے طلب کرلیا۔انگیلامیرکل نے یورپی اتحاد کے پہلے دن کہا کہ بداعتمادی نے امریکہ کے ساتھ معلومات شیئر کرنے کا تعاون متاثر کیا ہے۔یہ پہلی بار ہے کہ یورپی اتحاد برسلز میں جمعرات کے روز ایسے موضوع پر بات چیت کرے گا۔

میرکل کے مطابق،جرمنی اور فرانس،امریکہ کے ساتھ استخبارات کے معلومات شریک کرنے کے تعاون کے حوالے سے پالیسی پر از سرنو غور کریں گے۔اس موقع پر واشنگٹن پوسٹ روزنامے نے ایک اعلیٰ امریکی عہدیدار کے حوالے سے لکھا ہے کہ امریکہ نے مغربی استخباراتی سروسز کو دوطرفہ تعاون کا راز افشا کرنے کے حوالے سے آگاہ کیا ہے۔

رپورٹ کے مطابق وہ راز جو اڈوارڈ سنوڈن نے افشا کیا ہے، ممکن ہے کہ ان ممالک کے استخباراتی معلومات کے تعاون کا راز بھی افشا ہوجائے جو بظاہر ان کا امریکہ کے ساتھ کوئی تعلق اور تعاون نہیں ہے۔

اس سے پہلے بھی فرانس کے صدر فرانسوا اولاند نے اپنے شہریوں کے موبائل فون پر کی گئی گفتگو کی جاسوسی کے حوالے سے شائع ہونے والی رپورٹوں پر تشویش کا اظہار کیا تھا۔ان دوطرفہ تعاون میں روس،ایران اور چین جیسے ممالک کی جاسوسی بھی شامل ہے۔

میرکل نے امریکہ سے ان رپورٹوں کی وضاحت طلب کرتے ہوئے صدر اوباما سے ٹیلیفونک گفتگو میں جاسوسی کے حوالے سے تحفظات کا اظہار کیا جبکہ فرانس کے صدر فرانسوا اولاند نے بھی اپنے شہریوں کے موبائل فون پر گفتگو کی جاسوسی پر تشویش کا اظہار کیا۔

دوسری جانب ایٹالیا کے خفیہ ادارے نے بھی اپنے شہریوں کے ٹیلیفون اور انٹرنیٹ پر تعلقات قائم کرنے کی جاسوسی پر امریکہ اور برطانیہ کے اس عمل کو غیر ذمہ دارانہ قرار دیا ہے۔

جرمنی کی وزارت خارجہ نے امریکی سفیر کو طلب کرلیا اور امریکہ کے خفیہ ادارے کی جانب سے انگیلامیرکل کی ٹیلیفونک گفتگو کی جاسوسی کے حوالے وضاحت مانگی۔

میڈیا رپورٹس کے مطابق ایڈورڈ سنوڈن لاپتہ ہے،لیکن حال ہی میں یہ خبر شائع ہوئی کہ وہ چین گیا تھا اور پھر روس گیا،انہوں نے خود کو غیر معروف شخص ظاہر کیا،امریکی محکمے نے انہیں بغاوت،جاسوسی اور حکومت کے رازوں سے پردہ اٹھانے پر مجرم قرار دیا ہے جنہیں ممکنہ طور پر دس سال سزا دی جاسکتی ہے۔

پہلی بار نیٹو میں بداعتمادی کی فضا بن رہی ہے،امید ہے کہ پہلے وارسا کے خلاف اور اب امت مسلمہ کے خلاف نیٹو کے اتحاد کا شیرازہ بکھر جائے گا اور ان کے شر سے دنیا میں ڈیڑھ ارب مسلمان محفوظ ہوجائیں گے۔

• • •

سیکورٹی معاہدہ یا ملک کی نیلامی

تحریر: عبید تنویر

یوں لگتا ہے کہ امریکی غلام ہمارے مظلوم اور پریشان حال عوام پر مظالم ڈھانے، قتل کرنے اور کرب میں مبتلا رکھنے سے اب تک لطف اندوز ہورہے ہیں اور بیزار نہیں ہوئے اور گزشتہ تیرہ برس کے دوران انہوں نے نہتے قوم پر ظلم روا رکھنے کی جو داستانیں رقم کیں وہ سن کر سمجھنے کی صلاحیت مفلوج ہوجاتی ہے، ان کی تمنا اور ہوس پوری نہیں ہوئی وہ چاہتے ہیں کہ امریکہ کی یلغار مظلوم افغان ملت پر بدستور قائم رہے تاکہ ان کے اقتدار کا سورج غروب نہ ہو۔

اگر امریکہ نیک نیتی سے افغانستان میں امن چاہتا، ترقی اور خوشحالی دیکھنا چاہتا تو تیرہ برس کا وقت اس کے لئے اچھا موقع تھا وہ کیوں ناکام رہا؟ پورے ملک میں کوئی ایسا صوبہ ہے جہاں امن ہوں اور عوام مشکلات سے دوچار نہ ہو، کسی بھی صوبے میں وہ بطور نمونہ کوئی مثال پیش کرسکتا ہے کہ جہاں انہوں نے کوئی ڈیم، ہسپتال، بجلی گھر یا کوئی کارخانہ تعمیر کیا ہو، ترقیاتی سکیمات اور ملکی ترقی وخوشحالی کے دعوے دھرے کے دھرے رہ گئے۔

اگر کسی کا یہ خیال ہے کہ امریکہ کو کسی نے موقع ہی نہیں دیا گزشتہ تیرہ برس کے دوران وہ حالت جنگ میں تھا تو اس بات کی ضمانت بھی کوئی نہیں دے سکتا کہ اس کے بعد اس کے خلاف مزاحمت نہیں ہوگی اور اس کے فوجی اڈوں کے خلاف افغان خاموش تماشائی بن کر ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے۔

امریکی غلاموں نے اس بار بون کانفرنس میں کی گئی سازش سے بڑھ کر خطرناک کھیل کا آغاز کردیا ہے کیونکہ بون کانفرنس میں شمالی اتحاد اور مغرب میں بسنے والے افغان غلاموں نے امریکہ اور نیٹو کو صرف فوج کشی کی دعوت دی لیکن اس بار وہ سیکورٹی معاہدے کے منصوبے کے تحت نہ صرف امریکی یلغار کو دوام اور قانونی جواز فراہم کررہے ہیں بلکہ یہ جواز بھی فراہم کررہے ہیں کہ امریکہ جب اور جہاں چاہیے وہ افغان قوم کی عزت پر حملہ کرے، افغانوں کو قتل کرے اور ان کا تمسخر اڑائے یہ کوئی جرم اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہیں اور نہ ہی افغانیوں کو اعتراض کا حق حاصل ہے۔

کابل کی کٹھ پتلی حکومت عجیب دلیل پیش کررہی ہے اگر امریکہ کے ساتھ ہم سیکورٹی معاہدہ نہ کریں اور وہ یہاں سے نکل جائے، ہمسایہ ممالک کی مداخلت کی صورت میں کون ہماری مدد کرے گا اس لئے امریکہ کے ساتھ سیکورٹی معاہدہ ناگزیر ہے، لیکن افغان قوم کے حوالے سے ان کا جو خیال ہے وہ سراسر غلط ہے، یہ دھوکہ سب جانتے ہیں سورج کو دو انگلیوں سے چھپانا ان کی غلط فہمی ہے، اور اگر ہمسایہ ممالک مداخلت کرتے ہیں اور ان میں اتنی قوت ہے تو کیا وہ امریکہ کی موجودگی میں مداخلت سے گریز کریں گے؟ کیا امریکہ کا مذید قیام ملک کے نقصان میں نہیں ہے؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ گوشتی اور غلام خان سمیت دوسرے فوجی اڈے اور اہم سرحدی علاقے جہاں سے امریکی جاچکے ہیں کیا انہوں نے ان علاقوں اور فوجی اڈوں کا اختیار اور ذمہ داری افغان حکومت کے حوالے کردی یا ہمسایہ ممالک کے حوالے؟ کیا افغان حکومت کے اعلی حکام خود یہ بات اور اعتراف نہیں کرتے کہ ضلع گوشتی سمیت دیگر سرحدی علاقے گل آغا شیرزئی، بسم اللہ خان اور چیف آف آرمی سٹاف کی مشاورت سے ہمسایہ ملک کو ایک معاہدے جس میں خود امریکہ نے کلیدی کردار ادا کیا کے تحت سپرد کردیئے۔

اب تک دو لاکھ افغانی امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی جانب سے شہید اور دو ملین تشدد کا نشانہ بنے ہیں، اب تک کسی امریکی قاتل کو سزا ملی ہے، ایک، دو کے بغیر جن کو سزا دی گئی ہے وہ بھی نمائشی اور برائے نام سزا ہے۔ اگر کابل کی حکومت امریکہ کے ساتھ سیکورٹی معاہدہ دستخط کرے تو اس کے بعد بے لگام امریکی فوجیوں کو افغانوں کے

قتل کرنے پر کون ان کا مواخذہ کرسکتا ہے، یہ ان کا قانونی حق تصور کیا جائے گا۔

کچھ عرصہ قبل کرزئی نے ایک انٹرویو میں کہا کہ ہم امریکہ کے ساتھ سیکورٹی معاہدے کے لئے تیار ہیں امریکہ ہمارے لئے کج۔۔۔کی ڈیم تعمیر کرے گا اور ہم اس کے ساتھ سیکورٹی معاہدہ کریں گے۔

کرزئی کو ہم بتانا چاہتے ہیں کہ آپ کے خیال کے مطابق امریکہ اپنی رضامندی سے کسی بھی صورت نکلنے کے لئے تیار نہیں ہے تو پھر کیوں اس غیور قوم کے ساتھ جفا کرکے اس پر امریکہ کو مسلط کرنا چاہتے ہو؟ حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ امریکہ افغان قوم کی خیر اور مفاد میں نہیں ہے، صرف کجکی ڈیم کی تعمیر فریب ہے، امریکہ اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے ہمارے حکمران استعمال کرکے پھر پھینک دیتا ہے اور جنگ کو طول دینا چاہتا ہے۔

کرزئی اور اپوزیشن کی جماعتوں کا ظلم یہ ہے کہ وہ اپنی غلامی کے لئے افغان تاریخی بنیادیں استعمال کرکے ان کی توہین کرنے کے درپے ہیں، بقول کرزئی امریکہ افغانستان سے جانا نہیں چاہتا اور وہ ہر قیمت پر فوجی اڈوں اور فوجیوں کے قیام پر اصرار کررہا ہے اور اس مقصد کے لئے وہ زبردستی سے بھی کام لے رہا ہے تو پھر لویہ جرگہ کی کیا ضرورت ہے۔

یہ جرگے ڈاکٹر نجیب، ببرک کارمل اور ربانی بھی کررہے تھے لیکن نہ انہیں کوئی فائدہ ملا اور نہ ہی ان کے حواریوں کو کوئی فائدہ ملا، جب موقع ملا تو افغانوں نے ان سے خوب انتقام لیا۔

اکیسویں صدی کا دور ہے افغان عوام جانتے ہیں کن کون جرم کا مرتکب ہوا اور پھر مجرم بھی ثابت نہیں ہوا، یہ خود اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اس طرح کے جرگے جعلی ہیں ریموٹ کسی اور کے ہاتھ میں ہے، ان میں خودداریت کی صلاحیت نہیں یہ مجبور محض ہیں اختیارات کے اصل مالک کوئی اور ہیں، ان جرگوں کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ افغان تاریخی اقدار کی اہمیت ختم اور ان کی توہین کریں۔

امریکہ کے وزیر خارجہ جان کیری نے دو ہفتے قبل کابل کا دورہ کیا اور حامد کرزئی کے ساتھ مشترکہ پریس کانفرنس میں برملا کہا کہ ہماری افواج کو قانونی تحفظ فراہم کرنا اہم ہے، امریکہ افغانستان کی خودمختاری کا احترام کرے گا، ہم دوسرے ممالک میں بھی جیسے جاپان اور کوریا اس طرح سیکورٹی معاہدے کرچکے ہیں اور افغانستان ان سے مستثنیٰ نہیں ہوسکتا ہم افغانستان کے ساتھ بھی سیکورٹی معاہدہ کرنا چاہتے ہیں۔

اب ذرا اس پر غور کریں کہ امریکہ نے جاپان اور کوریا کے ساتھ کس طرح معاہدہ کیا ہے اور کیا پھر اس معاہدے کا احترام بھی کیا ہے اور ان ممالک کی خودمختاری کا احترام بھی کیا ہے؟ کوریا اور جاپان کا معاہدہ ایک جملے میں ضبط ہے وہ اس طرح کہ امریکہ کسی قانون کے پیش نظر یہ حق محفوظ رکھتا ہے کہ امریکی شہری کسی جرم میں ملوث ہونے پر ان ممالک میں عدالتی فیصلوں سے آزاد ہوں گے ان ممالک کی عدالتوں کو اختیار نہیں کہ وہ امریکی شہریوں پر مقدمہ چلائیں۔امریکہ اور ان ممالک کے درمیان معاہدہ ہے امریکہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ان ممالک سے کہے کہ وہ امریکی شہریوں کو بری کردیں۔

امریکہ نے عراق کے ساتھ معاہدہ کیا کہ اگر کوئی امریکی فوجی ڈیوٹی کے دوران کے علاوہ کسی جرم میں ملوث ہوجائے تو یہ جرم ہے اور اس پر بھی امریکہ نے عراق سے کہا کہ وہ یہ موضوع چھوڑدے۔

فلت چکرزایک امریکی قانون دان ہے ان کا کہنا ہے کہ ممکن ہے امریکہ افغانستان میں ایک لاکھ سے پچیس ہزار تک اپنی افواج برقرار رکھنے کا فیصلہ کرے، لیکن افغان قوم کو یہ معلوم ہے کہ امریکہ کبھی بھی کسی کو یہ حق نہیں دیتا کہ اس ملک میں کوئی امریکی کسی جرم میں ملوث ثابت ہوجائے اور اس پر اسی ملک میں مقدمہ بھی چلے، ہوسکتا ہے کہ امریکہ اس حوالے سے رعایت دے لیکن جو معاہدہ طے ہوگا اس کی پابندی امریکہ نہیں کرے گا کیونکہ امریکہ خود کو کسی قانون کا پابند نہیں سمجھتا اس لئے افغان قوم کو اس طرح کے معاہدے کی کوئی ضرورت نہیں اور قوم یہ معاہدہ مسترد کرتی ہے اور قوم سمجھتی ہے کہ امریکہ کے ساتھ کٹھ پتلی حکومت کو معاہدے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

★★★

حجاب کے ساتھ مغرب دشمنی

تحریر: حسن مومند

رواں سال ستمبر میں فرانس میں مسلمانوں خواتین کے حجاب پہنے پر پابندی کے لئے قانون سازی کی گئی جس پر وہاں کی حکومت نے شدت سے عمل درآمد کیا جس کے باعث فرانس میں مسلمانوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہوا، فرانس کے مسلمانوں نے حکومت کے اس اقدام کی شدید مذمت کرتے ہوئے اس کے خلاف مظاہرے کئے، بہت سارے مسلمان فرانس چھوڑ کر دیگر یورپی ممالک کی طرف چلے گئے جہاں حجاب پر پابندی نہیں تھی، دنیا کے سنجیدہ اور انسانی حقوق کے ماہرین نے فرانس کے اس اقدام کو لوگوں کے ذاتی معاملات میں مداخلت قرار دیا اور اسے لباس کے انتخاب میں ان کی آزادی کا حق چھین لینے کے مترادف قرار دے دیا اور فرانس کی حکومت سے قانون پر نظر ثانی کا مطالبہ کیا لیکن معاملہ مسلمانوں کا تھا اس لئے فرانس مطمئن تھا کہ اس پر کسی دباو کا کوئی خطرہ نہیں ہے اس لئے رونقوں، روشنیوں اور آزادی کے اس ملک نے کسی کی بات سننا اور ماننا ضروری نہیں سمجھا اور ضد پر قائم رہا، ملک کے چھ ملین مسلمانوں کی ذاتی اور مذہبی آزادی کو سلب کرتے ہوئے غیر معقول وجوہات کی بنا پر ان کے احساسات کو پاوں تلے روند ڈالا۔

اس ظالمانہ اقدام اور قانون کے خلاف آواز بلند کرنے کے مقصد سے دنیا کی اسلامی تنظیموں کے سربراہوں نے جولائی سن ۲۰۰۴ میں لندن میں مشہور مذہبی سکالر یوسف القرضاوی کی صدارت میں ایک بین الاقوامی اسلامی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا اس کانفرنس میں فیصلہ کیا گیا کہ حجاب کی شرعی حیثیت اور اس کے خلاف اٹھائے گئے اقدامات کو مسترد کرنے کی غرض سے ہر سال ۴ ستمبر کو عالمی یوم حجاب منایا جائے گا، اس وقت سے اب تک ہر سال یوم حجاب عالمی سطح پر منایا جاتا ہے جس میں حجاب سے محبت، اس کا دفاع، مسلمان خواتین میں اس کے حکم کا احیاء اور اس پر لگائی گئی پابندی سے اظہار نفرت مقصود ہے۔

مسلمانوں کے خلاف شروع کی گئی صلیبی جنگ کے بعد اسلامی شعائر، احکام اور بالخصوص جہاد اور حجاب کے ساتھ عالم کفر کی دشمنی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے، ایک منظم سازش کے تحت حجاب کے خلاف اربوں ڈالر خرچ کیا جارہا ہے اور تمام وسائل بروئے کار لاکر مسلمانوں کے جذبات مجروح کئے جارہے ہیں، ان کوششوں نے اب تہذیبی جنگ کی شکل اختیار کرلی ہے، عسکری اتحاد کی طرح تہذیبی یلغار میں بھی سب یکجا ہیں، وہ سب بیک آواز اسلامی شعائر اور اسلامی تہذیب کو دہشت گردی اور شدت پسندی کی علامات قرار دے رہے ہیں اور وہ مغرب جو خود کو انسانی حقوق کا محافظ اور انسان کو آزادی رائے کے احترام کا ڈھول بجا رہا ہے اسی مغرب کے فرانس، ہالنڈ اور ڈنمارک میں مسلمانوں کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جارہا ہے، مسلمان خواتین کے لئے حجاب کے استعمال پر قانونی پابندی لگادی گئی ہے اور اسی طرح کئی دوسرے اسلامی احکامات پر پابندی کے لئے کوششیں جاری ہیں۔

یہ سچ ہے کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ نے مغرب کو خوفزدہ کر دیا ہے اور وہاں تیزی سے پھیلتا ہوا اسلام نے اہل مغرب کو پریشان کر دیا ہے اور وہ سخت تشویش میں مبتلا ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ مسلمان برائے نام مسلمان ہو، ان میں اسلام کی کوئی نشانی نہ ہو اور وہ اسلام کے تمام احکامات پر عمل کرنا چھوڑ دیں ہاں مسلمانوں کی عمومی عبادات کے حوالے سے وہ زیادہ سخت موقف نہیں رکھتے، دنیا کے کسی کونے میں بھی کسی کو عبادت سے منع کرنے کا واقعہ رونما نہیں ہوا ہے اور نہ ہی اس حوالے سے کوئی اندیشہ ہے، شب و روز نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، زکات کی ادائیگی کریں، فریضہ حج ادا کریں، صدقات، رفاہی اداروں سے تعاون، غریبوں کے ساتھ تعاون، تلاوت کلام پاک غرض کسی عبادت پر پابندی نہیں ہے، کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور نہ کوئی اعتراض کرتا ہے، نہ کوئی آپ کے خلاف تحریک چلے گی اور نہ ہی میڈیا پر آپ کی تذلیل کی جائے گی لیکن اگر کوئی مسلمان خاتون اپنے گھر میں اپنے بچوں کی تربیت کی خاطر یا اخلاقی ذمہ داری ادا کرنے اور انسانی نسل کو بد اخلاقی اور بے راہ روی سے بچنے کے لئے کوئی کردار ادا کرتی ہے تو ایسی عورتیں مغرب کی دشمن ہیں، اسلامی دنیا کے

سیکولر لوگ انہیں برا بھلا کہتے ہیں، برے ناموں سے پکارتے ہیں، سیکولر اور مغربی دنیا کے لوگ انہیں ظلم سے تعبیر کرتے ہیں، ان کے حقوق کو سلب قرار دیا جاتا ہے، ہر طرف سے اعتراضات اٹھائے جاتے ہیں، شدت پسندی، خواتین پر ظلم، ملاؤں کی انتہا پسندی وغیرہ کے الزامات لگائے جاتے ہیں اور ایک طوفان اٹھتا ہے اور ایک نیا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

مغربی دنیا میں ایسا کام ترقی میں رکاوٹ، انسانی حقوق کی خلاف ورزی اور آزادی کے خلاف اقدام تصور کیا جاتا ہے، مغربی دنیا اور اسلامی دنیا کے روشن خیال تو کسی مجبوری کی وجہ سے گھر سے نکلنے والی باپردہ خواتین پر لعن طعن کرتے ہیں۔ دنیا میں برائے روش خیال اور دانشور، جمہوریت پسند محققین، انسانی حقوق کے محافظین اور سیکولر سیاسی رہنما انسانی معاشرے کی ترقی، اقتصادی ترقی، علمی اور تہذیبی ارتقا پر جب بولتے ہیں تو ان خواتین سے وہ نفرت کا اظہار کرتے ہیں جو باہر نکلتے وقت حجاب پہنتی ہیں۔ مسلم خواتین کے حجاب کے ساتھ وہ کیوں نفرت اور دشمنی کا اظہار کرتے ہیں؟ درحقیقت میڈیا جو یہود ہے قبضے میں ہے کے ذریعے مغربی تہذیب کو مسلط کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں اور اس پر بہت زیادہ رقم خرچ کیا جا رہا ہے، اہل مغرب اپنی تہذیب کے ساتھ جنون کی حد تک محبت کرتے ہیں اور اپنی تہذیب کو زندگی کا متاع سمجھتے ہیں جس میں میڈیا کا اہم کردار ہے۔

مغربی تہذیب کی روح کیا ہے؟ فحاشی، عریانی اور جنسی تعلقات استوار کرنے کے لئے جس میں کتوں اور دیگر حیوانات کے ساتھ جنسی تعلقات قائم کرنے پر فخر کے ساتھ اظہار آزادی کا نام دیا جاتا ہے مغرب اس پر سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہے، وہ اپنی تہذیب زندہ برقرار رکھنے اور دنیا پر مسلط کرنے کے لئے کسی حد تک بھی جا سکتا ہے کیونکہ وہ اپنی بقا اپنی تہذیب کی بقا میں مضمر سمجھتا ہے۔ وہ دنیا میں اپنے مخالفین کو برداشت نہیں کر سکتے، کوئی عورت گھر سے باحجاب نکلتی ہے تو اہل مغرب اسے اپنی تہذیب چیلنج کرنے کے مترادف قرار دیتے ہیں اس لئے وہ حجاب کو ملک کے امن کے لئے خطرہ سمجھتے ہیں اور اس پر پابندی لگاتے ہیں لیکن حجاب کا ملک کے امن سے کیا تعلق؟

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ملٹی نیشنل کمپنیوں کے مالکان حجاب کی مخالفت کرنے اور فحاشی عام کرنے میں ان کا بڑا عمل دخل ہے، ایک کالم میں نے پڑھا جس میں لکھا تھا کہ عالمی سطح پر مردوں اور عورتوں کے درمیان ناجائز جنسی تعلقات کے حوالے سے اربوں ڈالر کی تجارت اور کاروبار جاری ہے، اور فحاشی اور عریانی کے تحفظ اور مزید وسعت دینے کے لئے جنگ جاری ہے، یہ کاروبار آرائش اور زیبائش کے وسائل اور ملبوسات کے مختلف ماڈلز دکھانے کے نام پر شروع ہوتا ہے، فحش فلموں اور جسم فروشی کے عالمی مافیا تک ایک سلسلہ شروع ہے، ناخن سے سر کی بال تک ہر عضو کی تزئین اور آرائش کے وسائل اور مواقع پیدا کرنے میں نیشنل کمپنیوں کا اہم کردار ہے، صرف بال کی خوبصورتی کے لئے شیمپو پر ملٹی نیشنل کمپنیاں کتنے وسائل اور اخراجات صرف کر رہی ہیں۔

تو ناخن سے لیکر سر کی بال تک عورتوں کے جسم کا ایک عضو بھی ایسا نہیں ہے جس کی نمائش نہ کی گئی ہوں اور اس پر کاروبار جاری نہ ہو، ٹی وی چینلز کے

مسلمان خواتین کے حجاب پر پابندی کے اقدامات نے ہمیں ناراض کیا ہے لیکن ہم حیران اور پریشان نہیں اس لئے کہ اب دنیا میں دو قوتوں کا مقابلہ ہے، ایک جانب مادہ پرست، شہوت پرست، عیش پرست، وحشت اور بدکردار لوگ ہیں جن کے عقب میں مغرب کھڑا ہے، ان پر تعجب نہیں۔ دوسری جانب انسانیت کی شرافت، اچھے اخلاق، عزت، ناموس، فطرت کے اصول سے عہد ہے۔ شکر ہے کہ یہ فکر اور احساس مشرق اور مغرب میں ہماری نئی نسل کو ہو رہا ہے، فطری اصولوں اور اسلامی ہدایات اور احکام پر تیزی سے عمل پیرا ہیں، حجاب کے ساتھ مسلم خواتین کی محبت اور اس کے استعمال میں اضافہ اس بات کی واضح دلیل اور ثبوت ہے، اب وہ پرانا وقت نہیں کہ دفتروں، ہسپتالوں، سکولوں اور یونیورسٹیوں میں مسلم خواتین حجاب نہیں کر سکتیں، اب ہر جگہ باحجاب عورتیں بہت زیادہ ہیں، اب صرف اسلامی ملکوں میں نہیں بلکہ مغرب میں بھی باپردہ عورتوں کی کثرت پائی جاتی ہے، مسلمان خواتین حجاب سے محبت رکھتی ہیں اور انہیں اس کی قدر معلوم ہے اب ہر ایک شہیدۃ الحجاب کی مثال ہے، اس صدی میں ہر مسلمان عورت سمجھ گئی ہے کہ حجاب اس کی خودمختاری کی علامت ہے، یہ اس کی عزت، شرافت اور حفاظت ہے، یہ مسلمان خواتین کی نشانی ہے، مغرب کو بھی یہ حقیقت تسلیم کرنا چاہیے، انسانی حقوق کے پیروکاروں اور آزادی کے علمبرداروں کو چاہیے کہ وہ پابندی لگانے کی بجائے اپنوں کو آزادی دیدیں۔

پروگراموں میں خواتین کی خوبصورتی اور ملبوسات کی نمائش کا سلسلہ عروج پر ہے اور ایک ایسا طریقہ بنایا ہے کہ ہر عورت پر اس کی تقلید کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور اس طریقے سے ہر عورت غیر شعوری طور پر بازار کی زینت بنتی ہے جس کے باعث معاشرہ بگڑ جاتا ہے اور ناجائز جنسی تعلقات کے واقعات رونما ہو جاتے ہیں، اس کاروبار کو مزید وسعت دینے کے لئے فحش مواد کی اشاعت کے کاروبار پر ہر سال ستر ارب ڈالر منافع وصول کیا جاتا ہے اس حوالے سے صرف امریکہ سے پندرہ ارب ڈالر کی وصولی کی جاتی ہے، ہر سال بیس ارب ڈالر کی فحش فلمیں بیچ دی جاتی ہیں، ۸ ارب ڈالر جرائد اور رسائل میں فحش تصویروں کی اشاعت اور فروخت کرنے سے وصول کر رہے ہیں، اس میں برا کاروبار تیرہ سال سے کم عمر لڑکیوں کی فحش فلموں اور تصویروں کی اشاعت ہے، انٹرنیٹ میں ان کی ایک لاکھ سے زائد ویب سائٹس ہیں جس کے نتیجے میں ہر سال تین ارب ڈالر منافع حاصل کیا جاتا ہے، انٹرنیٹ میں فحش ویب سائٹس کی تعداد چار ارب چھ لاکھ سے زائد ہے، ان ویب سائٹس سے دنیا کے تین ارب لوگ اپنے کمپیوٹروں میں فلمیں اور تصویریں ڈاون لوڈ کرتے ہیں، صرف امریکہ میں تین لاکھ پچیس ہزار لڑکیاں فلموں میں اپنے جسموں کی نمائش کرتی ہیں۔

مغربی دنیا میں ناجائز جنسی تعلقات اور خواتین کی نمائش نے ایک طوفان برپا کیا ہے اور جسم فروشی کا ایک مفید کاروبار شروع ہو چکا ہے جس میں دنیا کے غریب ملکوں کی کم عمر ترین لڑکیوں ک سمنگلنگ نے ایک مستقل کاروبار بنا دا ہے۔

فحاشی کے اس سیلاب کے ذریعے دنیا میں حرام زادوں کی ایک نئی نسل آگئی، صرف امریکہ میں ہر سال کم عمر لڑکیاں دس لاکھ بچے جنم دیتی ہیں جن کی اکثریت رفاہی اداروں کے سپرد کیا جاتا ہے، والدین کی شفقت سے محروم یہ بچے جب بڑے ہو جاتے ہیں تو فکری لحاظ سے شرارتی، قاتل، چور اور عورتوں کی عزت سے کھیلنے کے عادی بن جاتے ہیں، خود مغربی میڈیا کی رپورٹ ہے کہ ایک منٹ میں وہاں ایک سو بیس عورتیں جنسی زیادتی کا نشانہ بنتی ہیں۔ مغرب کی اس فحش تہذیب نے دنیا کو بد اخلاقی اور بے راہ روی میں مبتلا کر دکھ دیا ہے، اس حوالے سے میلٹی نیشنل کمپنیوں کو سالانہ اربوں ڈالر مل رہے ہیں اور اس کا ایک حصہ میڈیا پر خرچ کیا جارہا ہے لیکن مغرب کے دانشوروں، مبصرین، کالم نگاروں، محققین، انسانی حقوق کی تنظیموں کے سربراہوں اور سیاسی رہنماوں کی جانب سے اس کے خلاف رد عمل سامنے نہیں آیا کسی نے اس کے خلاف آواز نہیں اٹھائی، اب کوئی آواز اٹھانے والا نہیں، فحاشی کے خطرناک رجحان اور نقصانات نے مغرب کو پریشان کر دیا ہے اور جب کوئی فرد اس کے خلاف چیختا ہے تو اس کی آواز میں کوئی وزن نہیں ہوتا کیونکہ ایک جانب مغرب کا معاشرہ گمراہی کی حدود کو پار کر چکا ہے تو دوسری جانب مغرب کا میڈیا بھی حرکت میں آجاتا ہے کیونکہ میلٹی نیشنل کمپنیاں یہود کے قبضے میں ہیں اور عالمی میڈیا پر بھی ان کا قبضہ ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان عورت گھر سے باحجاب نکلتی ہے تو وہ انہیں اپنے مفادات کے خطرہ سمجھتے ہیں اور وہ ایک اشتہار سمجھتے ہیں اس لئے وہ حجاب کے خلاف ہیں اور اس پر پابندی لگاتے ہیں۔

مسلمان خواتین کے حجاب پر پابندی کے اقدامات نے ہمیں ناراض کیا ہے لیکن ہم حیران اور پریشان نہیں اس لئے کہ اب دنیا میں دو قوتوں کا مقابلہ ہے، ایک جانب مادہ پرست، شہوت پرست، عیش پرست، وحشت اور بدکردار لوگ ہیں جن کے عقب میں مغرب کھڑا ہے، ان پر تعجب نہیں۔ دوسری جانب انسانیت کی شرافت، اچھے اخلاق، عزت، ناموس، فطرت کے اصول سے عہد ہے ۔شکر ہے کہ یہ فکر اور احساس مشرق اور مغرب میں ہماری نئی نسل کو ہو رہا ہے، فطری اصولوں اور اسلامی ہدایات اور احکام پر تیزی سے عمل پیرا ہیں، حجاب کے ساتھ مسلم خواتین کی محبت اور اس کے استعمال میں اضافہ اس بات کی واضح دلیل اور ثبوت ہے، اب وہ پرانا وقت نہیں کہ دفتروں، ہسپتالوں، سکولوں اور یونیورسٹیوں میں مسلم خواتین حجاب نہیں کر سکتیں، اب ہر جگہ باحجاب عورتیں بہت زیادہ ہیں، اب صرف اسلامی ملکوں میں نہیں بلکہ مغرب میں بھی باپردہ عورتوں کی کثرت پائی جاتی ہے، مسلمان خواتین حجاب سے محبت رکھتی ہیں اور انہیں اس کی قدر معلوم ہے اب ہر ایک شہیدۃ الحجاب کی مثال ہے، اس صدی میں ہر مسلمان عورت سمجھ گئی ہے کہ حجاب اس کی خود مختاری کی علامت ہے، یہ اس کی عزت، شرافت اور حفاظت ہے، یہ مسلمان خواتین کی نشانی ہے، مغرب کو بھی یہ حقیقت تسلیم کرنا چاہیے، انسانی حقوق کے پیروکاروں اور آزادی کے علمبرداروں کو چاہیے کہ وہ پابندی لگانے کی بجائے اپنوں کو آزادی دیدیں۔

هلمند

افغان عوام کو شہید ڈاکٹر نصیر الدین حقانی کی شہادت کی مناسبت سے

مولوی جلال الدین حقانی کا پیغام

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا (الاحزاب 23)

افغانستان کے مؤمن و مجاہد عوام اور صلیبی استعمار سے برسرپیکار مجاہدین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سب سے پہلے عالی قدر امیر المؤمنین حفظہ اللہ، سرفروش مجاہدین اور خود اپنے آپ کو، جہاد کے مشن میں قربان ہونے والے مجاہد شہید نصیر الدین حقانی کی شہادت پر مبارکباد پیش کرتا ہوں، اللہ تعالی انہیں اپنے دربار میں شہداء، صدیقین اور صالحین کی جماعت میں قبول فرمائے۔

بھائیو! اللہ تعالی کی راہ میں شہادت وہ عظمت افتخار ہے، جس کی خواہش اپنی تمام تر عظمتوں کے باوجود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی تھی۔ احادیث مبارکہ میں شہید کے عظیم مقام کی ستائش کی گئی تھی۔ شہادت ایک خاص عزت اور سعادت ہے، جس سے صرف اللہ تعالی کے مخلص بندے نوازے جاتے ہیں، شہادت ایک فضیلت ہے، جو راہ جہاد کے منتخب مجاہدین کو نصیب ہوتی ہے اور آخر شہادت ہی مجاہد کی اصل کامیابی ہے، جو اللہ تعالی کی رضا کا سبب بنتا ہے۔ جس کے بدلے انہی جنت الفردوس کی ہمیشہ رہنے والی نعمتوں سے نوزا جاتا ہے۔

مسلمان مجاہد عوام! آج چونکہ ہمارے غیور مجاہدین ملک کی دفاع کی مورچوں میں استعمار سے دست و گریبان ہیں، اللہ تعالی نے ان کے شہادتوں اور قربانیوں کی وجہ سے اس تاریخی معرکہ میں عظیم فتوحات عطا کی ہیں، ایسی فتوحات جس نے دشمن کو اپنی تمام فوجی اور ٹیکنالوجی قوت کے باوجود اضطراب میں مبتلا کر رکھا ہے۔

بھائیو! جہاد کی راہ قربانی اور سرفروشی کی راہ ہے، جہادی قربانیوں کا یہ سلسلہ احد کے تاریخی غزوہ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت سے شروع اور چودہ 14 صدیاں گزرنے کیساتھ ساتھ ایسا ہی رواں دواں ہے، شہید ڈاکٹر نصیر بھی اسلامی نظام کی حاکمیت اور وطن عزیز کے استقلال کی جنگ میں اس پر عظمت راہ کا سپاہی تھا، جنہوں نے آخر کار اپنا مقصد پالیا، اللہ تعالی ان کی شہادت قبول فرمائے۔ آمین

شہید ڈاکٹر نصیر ہمارے خاندان کا پہلا شہید تھا اور نہ ہی یہ آخری شہید ہوگا، بلکہ حقانی خاندان مجاہدین اور شہداء کا خاندان ہے، اللہ تعالی کے نظام کی حاکمیت اور ملک کے حریم کے دفاع کی راہ میں شہادت ان کی سب سے بڑی آرزو ہے، مجھے خود ملک کے ہر شہید کی شہادت پر یہ غبطہ [رشک] آتا ہے، کہ کاش شہادت کی یہ تاریخی عزت مجھے نصیب ہوتی، میں نے اپنی فانی زندگی کا بیشتر حصہ اسی آرزو میں گزارا، کہ کب شہادت کی عظمت مجھے نصیب ہوگی، الحمدللہ ہم اور آپ مسلمان ہیں اور مسلمان اللہ تعالی کی راہ میں شہادت کو اس قدر پسند کرتا ہے، جتنا کہ کفار دنیا کی عیش و عشرت اور نعمتوں کو پسند کرتے ہیں۔

مسلمان افغانو اور عزیز مجاہدو! ہمارے غیور عوام گذشتہ تین عشروں سے زیادہ عرصہ سے اپنے ملک میں اسلامی نظام کے قیام کے لیے قربانی دے رہے ہیں، ان کی قربانی اور جہاد کی راہ میں بہنے والا مبارک لہو نہایت قیمتی ہے، ہمیں اور آپ کو ان کے خون کا احترام کرنا چاہیے اور ان کے لہو اور شہادت کا احترام یہ ہے، کہ ہم اللہ تعالی کے نظام کی تنفیذ اور مقدس اسلامی احکامات کی پیروی کریں، امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کی قیادت میں جہادی صف کو متحد رکھیں، اپنے رہنماؤں کی اطاعت کریں اور اپنے مصائب زدہ عوام کے چین و سکون کے لیے کام کریں۔

بھائیو! کافروں سے مقابلے کی صف میں ہمارے مجاہدین کی شہادت ہی ہماری کامیابی کا باعث ہوگا، یہ ہماری ناکامی ہرگز نہیں، ہماری ناکامی ہمارا انحراف اور شہداء کے مقدس خون سے غداری اور علیحدگی ہوگی، اس مہلک خطرے سے اللہ تعالی ہمیں اور عام طور پر مسلم امہ کو محفوظ رکھے۔

والسلام

مولوی جلال الدین حقانی

10/ محرم الحرام 1435ھ

13/ نومبر 2013ء

امریکی نیلام

حبیب مجاہد

نیلام . . . نیلام . . . ایک ٹن دو سو ڈالر . . . ٹینکوں کے پرزے . . . ہیلی کاپٹروں کے ٹکڑے . . . . پرانے کوٹ اور پتلون . . . . . ٹوٹے بوٹ، ادھ جلے ٹینکر . . . . . ٹوٹی بندوقیں . . . گاڑیوں اور ٹینکوں کے انجن اور پارٹس . . . جنریٹر، ٹینٹ، لکڑی کے کمرے، فوجی چارپائیاں اور وہیل چیئرز . . . طرح طرح کا امریکی فوجی سامان . . . پیسے ہیں تو گزر کے نہ جاؤ . . . امریکی فوجی جال خرید لو اور مرغیوں کے لیے خوبصورت ڈربے بناؤ . . . سب کچھ کباڑ کی قیمت پر، جلدی جلدی لے لو . . . اصلی امریکی لوہا . . . ایک ٹن دو سو ڈالر . . .

یہ کوئی افسانہ نہیں بلکہ امریکی فرعونیت کے زوال اور نیلام کی سچی کہانی ہے جو گذشتہ کئی مہینوں سے افغانستان کے جنوبی شہروں میں شروع ہو چکی ہے ۔ یہاں امریکی فوجی طاقت کباڑ میں تبدیل ہو گیا ہے ۔ وسائل اور ہتھیار ایسے بک رہے ہیں جیسے دو دھائی قبل سوویت یونین کے چالیسویں یونٹ کا اسلحہ خانہ نیلام ہوا تھا۔

20 نومبر 2013 کا دن تھا۔ ہمارا غزنی سے قندھار تک جانے کا ارادہ تھا۔ غزنی شہر میں قندھار کا بس اڈہ امریکی پی آرٹی کے قریب واقع ہے۔ اس اڈے سے دو افراد میرے شریک سفر تھے ۔ انہوں نے بتایا کہ وہ صوبہ زابل ضلع کلات کے رہائشی ہیں اور امریکی کباڑ خریدنے کے لیے آئے ہیں۔ ان میں سے ایک شخص نے بتایا: کل شام کو ہم نے پی آر ٹی سے 90 ٹن کی خریداری کی ہے۔ چہرے کے تاثرات سے لگتا تھا وہ اس خریداری پر خوش تھے۔ ان سے گفتگو کرتے ہوئے امریکی نیلام کی کہانی دلچسپ معلوم ہوئی اس لیے ہماری گفتگو طویل ہوتی چلی گئی۔

برملا شکست کے شواہد:

افغانستان کی گذشتہ بارہ سالہ جنگ میں امریکا کو روزانہ بے شمار بھاری نقصانات اٹھانا پڑے مگر امریکی جارحیت پسندوں نے میڈیا کے ذریعے اپنی شکست و ہزیمت کے شواہد ہمیشہ خفیہ رکھے۔ اس کے لیے ایک طرف امریکا نے میڈیا کا وسیع طلسم قائم کر رکھا تھا تو دوسری طرف امریکا تباہ شدہ گاڑیوں کا سکریپ بہت چالاکی سے میدان جنگ سے جمع کر کے عام لوگوں کی نظروں سے غائب کر رہا تھا۔

امریکیوں کے ساتھ افغانوں کی پہلی آمنے سامنے کی جنگ "شاہی کوٹ" میں ہوئی جس میں کئی ہیلی کاپٹر اور گاڑیاں تباہ ہو گئیں۔ مگر امریکیوں نے غزنی میں تباہ شدہ ہیلی کاپٹروں کے پرزے اور ٹکڑے رات کی تاریکی میں بگرام منتقل کر دیے ہیں تاکہ راستے میں لوگ انہیں دیکھ نہ سکیں۔ بعد ازاں گوریلا حملوں اور بارودی سرنگوں میں جب امریکی ٹینک، فوجی اور عام گاڑیاں جل کر خاکستر ہو گئیں تو یہ روز کا قصہ ہو گیا۔ امریکیوں کے لیے اپنے نقصانات کے اثرات اور ملبے چھپانے کا مسئلہ ایک اہم فوجی مسئلے کے طور پر سامنے آیا۔ امریکیوں نے بگرام، قندھار، لوگر اور شینڈنڈ کے فوجی اڈوں کے قریب اپنے تباہ شدہ وسائل کی تدفین کے لیے گہرے کھڈے کھودنے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جس سے جارج بش کے فرعونی دعوے کو چیلنج کا سامنا رہا جس طرح فرعون کے لیے اپنی قضائے حاجت چھپانا ایک مسئلہ بن گیا تھا جس سے ان کے خدائی کے دعوے کو رسوائی کا سامنا ہونے لگا تھا۔

اس مرحلے پر جب امریکی نقصانات کی سطح درمیانے درجے پر تھی کئی افغان ٹریکٹر اور بلڈوزر ڈرائیورز امریکی اڈوں کے اندر گہری کھائیاں کھودنے میں مصروف تھے جس میں تباہ شدہ امریکی ٹینک، جلے ہوئے کانٹینرز اور برباد شدہ رسد فراہمی کی گاڑیاں جمع کر کے دفن کر دی جاتی تھیں۔

اس طرح کر کے امریکیوں نے کوشش کی کہ اپنی شکست کے شواہد اور افغان جنگ کے حقائق پر مٹی ڈالی جائے مگر حقائق پوشیدہ رکھنا زیادہ عرصے تک ممکن نہیں رہتا۔ اسی لیے آہستہ آہستہ امریکیوں کے نقصانات کی سطح اتنی بڑھ گئی کہ امریکیوں کے لیے اس کا چھپانا ممکن نہیں رہا۔ اس لیے انہوں نے صرف تباہ شدہ گاڑیوں اور ہیلی کاپٹروں کے ملبے جمع کر کے سکریپ کرنا شروع کر دیا۔ ان کے ہر اڈے میں تباہ شدہ ٹینکوں کے انبار لگ گئے۔

اب اس مرحلے پر جب امریکیوں کے نقصانات کی سطح سب سے بلند ترین سطح پر

پہنچ گئی ہے امریکیوں کے لیے اپنے تباہ شدہ ٹینکوں کو جنگ کے میدان سے نکالنا ممکن نہیں رہا۔ اس لیے ان کی جلی ہوئی گاڑیاں میدان جنگ میں رہ گئیں جو بعد میں اہل علاقہ کی جانب سے کباڑ کی قیمت سے فروخت ہونے لگیں۔

اب جب عام لوگوں نے راستوں پر رسد فراہمی کی گاڑیاں اور داخلی فوجیوں کی گاڑیوں کے قبرستان آباد دیکھے تو وہ سوچتے رہے کہ جنگ میں زیادہ نقصان داخلی فوجیوں کا ہوا ہے انہیں خبر نہیں تھی کہ امریکیوں نے اپنے تباہ شدہ ٹینک یہاں سے منتقل کر دیے ہیں۔ مگر حقیقت چھپتی نہیں ہے، بالآخر امریکی تباہ شدہ ملبوں اور شکست کے نقد شواہد سامنے آنے لگے ہیں۔ امریکی جب افغانستان سے فرار ہو رہے ہیں تو اپنے تباہ شدہ ٹینکوں، ہیلی کاپٹروں اور دیگر فوجی وسائل کے حوالے سے انہیں اس کے علاوہ کوئی چارہ نظر نہیں آیا کہ اسے بیچ ڈالیں۔

میرے ہم سفر ساتھی جو امریکی فوجی کباڑ خریدنے گئے تھے، نے بتایا کہ امریکی نیلام میں شامل اکثر اشیاء فوجی ٹینکوں کے پرزے، جلے ہوئے ٹکڑے اور مشینیں ہیں۔انہوں نے کہا کہ امریکی وسائل کا نیلام تقریباً تمام صوبوں میں شروع ہے۔ جس میں ہزاروں علاقائی لوگ لگے ہوئے ہیں۔ روزانہ ٹنوں کے حساب سے امریکی اڈوں سے یہ سکریپ نکلتا ہے اور سکریپ کی قیمت سے فروخت ہوتا ہے ۔اکثر چیزیں کینٹنروں میں پیک کر دی گئی ہیں اور سر بمہر بیچی جاتی ہیں۔

میری بددعائیں تجھے پاگل کر دیں

چند سال پہلے افغانستان کے معروف پشتو شاعر سمیع اللہ تڑون نے جارحیت پسندوں کو ایسی بددعا دی تھی

زما ازاردې لیونی کړه اشنا

چې په سوکانو باندې ځان وژنې

("میری بددعائیں تجھے پاگل کر دیں، اس طرح کہ مکے مار مار کر خود کو مار ڈالو")

یوں لگتا ہے شاعر کی یہ بددعا قبول ہو گئی ہے، کیوں امریکی جو بارود افغانستان میں اس کی تباہی کے لیے لائے تھے اب اس سے اپنی گاڑیاں اور دیگر وسائل تباہ کر رہے ہیں۔امریکی نیلام کا ایک دلچسپ پہلو یہ بھی ہے کہ جس میں صرف تباہ شدہ ٹینک ہی فروخت نہیں ہو رہے بلکہ ہزاروں صحیح سلامت ٹینک جسے امریکی واپس اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتے انہیں اپنے ہاتھوں سے تباہ کر کے کباڑ کے نذر کر دیتے ہیں۔

اس سال جون کے مہینے میں امریکی حکام نے کہا کہ اب تک انہوں نے اپنے ہاتھوں سے 7 ملین ڈالر مالیت کے صحیح سالم ٹینک اور دیگر عسکری وسائل تباہ کر دیے ہیں اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔

امریکی کباڑ کے تاجروں نے کہا بتایا کہ انہوں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ صحیح سالم جنریٹر، مختلف مشینیں اور دیگر چیزیں امریکیوں نے لیزر کے ذریعے توڑ کر ناکارہ کر دیے اور پھر انہیں لوہے کے نیلام میں شامل کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ سکریپ میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو کارٹن پیک اور بالکل نئی اور غیر مستعمل ہیں۔ مگر امریکیوں نے اس لیے انہیں ناکارہ بنا کر سکریپ میں ڈالا کہ کوئی انہیں استعمال نہ کر سکے۔

قارئین اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جارحیت پسند اس جنگ میں کس ذلت اور شکست سے دوچار ہیں کہ اپنے ہاتھوں سے اپنے وسائل تباہ کر رہے ہیں۔

امریکیوں کا کتنا نقصان ہوا ہے:

نیلام کا مطلب کسی چیز کو نقصان کے ساتھ بیچنا ہوتا ہے۔ مگر عام طور پر یہ نقصان نسبتی ہوتا ہے۔نیلام کرنے والے کی کوشش ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ اچھی قیمت میں فروخت کر سکے تاکہ مکمل نقصان سے کسی قدر بچاؤ ہو سکے۔ مگر امریکی نیلام کی قیمت کو دیکھیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امریکیوں نے مالی حوالے سے بہت سخت نقصانات اٹھائے ہیں۔انہوں نے اپنا سکریپ بازار میں اتنا سستا بیچا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔

m1 ابراہام ٹینک کی مثال لیجیے جو امریکی بکتر بند سکواڈ میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس ٹینک کی قیمت تقریباً 10 ملین ڈالر ہے اور افغانستان تک پہنچانے کا خرچہ بھی شامل کیا جائے تو اس کی قیمت اور بڑھ جاتی ہے۔ اس ٹینک کا وزن 60 ٹن سے کچھ ہی زیادہ ہے۔ حالیہ قیمت کے اعتبار سے امریکا نے ایک ٹن کی قیمت 2 سو ڈالر مقرر کی ہے تو نیلام کے اعتبار سے اس ٹینک کی قیمت 12 ہزار ڈالر بنتی ہے۔ جیسا کہ اس سے قبل ہم کہہ چکے ہیں کہ امریکی نہ صرف اپنے تباہ شدہ ٹینک اس قیمت پر بیچ رہے ہیں بلکہ اپنے لائے ہوئے صحیح سالم ٹینک بھی اسی قیمت پر بازار میں پیش کر رہا ہے کہ 10 ملین ڈالر کی چیز 12 ہزار ڈالر میں دی جا رہی ہے۔ تو یہ بات سمجھ آجاتی ہے کہ امریکیوں کو سب سے بڑے اعصابی شکست کا سامنا ہے۔

اسی طرح بہت سے فوجی تیکنیکی وسائل جن کا وزن کم اور قیمت زیادہ تھی اب سکریپ کی قیمت پر بازار میں پیش کیے جا رہے ہیں۔اس نیلام سے جہاں امریکی نقصانات کے پول کھل رہے ہیں تو دوسری طرف امریکا کی مکمل شکست کا نظارہ اپنی آنکھوں سے کیا جا رہا ہے۔

اسلامی دنیا کی صحیح ترجمانی....

رحیمی

24 اکتوبر کو اقوام متحدہ کا عالمی یوم تاسیس منایا جاتا ہے۔ ہر سال دنیا میں اس تاریخ کو خصوصی تقریبات کا اہتمام کیا جاتا ہے، یہ دن ہر سال کی طرح اس سال بھی منایا گیا، دنیا کے مختلف ممالک میں اس حوالے سے سیمنارز اور اجتماعات منعقد کیے گئے۔ تاسیس کے بعد سے اب تک عالمی امور میں اس تنظیم کے اثرات اور اس کا کردار ایک مخصوص شکل میں موجود ہے۔

اقوام متحدہ سے قبل پہلی جنگ عظیم کے اختتام پر "انجمن اقوام" کے نام سے ایک عالمی تنظیم سامنے آئی۔ جس کا ہدف اور مقصد دنیا میں ممالک اور اقوام کے درمیان جنگوں کی روک تھام اور ان کے مسائل اور جھگڑوں میں ثالث کی حیثیت سے کردار ادا کرنا تھا۔ مگر جب دوسری عالمی جنگ پیش آئی جس میں بے شمار انسان ہلاک ہوئے تب یہ ثابت ہوا کہ "انجمن اقوام" ایک ناکام تنظیم ہے اور اس کی جگہ دوسرے ادارے کو وجود دینے کی ضرورت ہے۔ تب "انجمن اقوام" کی جگہ "اقوام متحدہ" نے لے لی۔ اس کا ہدف بھی انجمن اقوام کی طرح آئندہ کے لیے دنیا کے ممالک اور اقوام کے درمیان جنگوں کی روک تھام، سیاسی اختلافات اور جھگڑوں میں ثالث کی حیثیت سے کردار ادا کرنا، جنگوں میں مصروف فریقین کو مذاکرات کی میز پر بٹھانا، ان کے درمیان امن اور مصالحت کے لیے کوششیں کرنا تھا۔ عالمی واقعات اور حادثات میں مذاکرات اور فیصلوں کا نظام ترتیب دینا اس تنظیم کی بنیادی ذمہ داریوں میں شامل تھا۔

مرور زمانہ کے ساتھ آہستہ آہستہ اس تنظیم کا دائرہ محدود نہیں رہا۔ اس ادارے کی جانب سے انسانی حقوق، خواتین کے حقوق، اور مہاجرین کے عالمی قوانین کے نام سے چند اور ذیلی تنظیمیں اور ادارے بھی سامنے آتے گئے۔ ان شاخوں کی تسلسل میں اس ادارے نے اپنے بنیادی اہداف کا تعین اور اس کا اعلان کیا۔ کچھ عرصہ بعد اس ادارے کے دائرے میں مذہبی، ثقافتی اور تعلیمی امور بھی داخل ہوگئے۔ اس کے علاوہ مختلف عالمی معاہدے کیے گئے جس نے آج عالمی سطح پر عالمی قوانین کی شکل اختیار کرلی ہے جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک عالمی بیوروکریسی عالمی حکومت کر رہی ہے۔ یہ بات بہت واضح ہے کہ آج دنیا پر عالمی قوانین اور معاہدوں کا راج ہے۔ دنیا کے تمام ممالک اور حکومتیں اس بات پر مجبور ہیں کہ اسے تسلیم کریں اور سختی سے اس پر کاربند رہیں۔ انہیں اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی حکومتیں بنائیں اور منظم کریں۔ جن سے سرتابی کی صورت میں حکومت اور مذکورہ ملک کو سخت اقتصادی اور سیاسی پابندیوں کا سامنا ہوگا۔ اس کے ساتھ سیاسی اور سفارتی تعلقات میں تعطل پیدا کیا جائے گا اور اس کے خلاف سلامتی کونسل میں کیے گئے فیصلوں پر فوری عمل درآمد کیا جائے گا۔ اسی طرح سلامتی کونسل کے فیصلے کے مطابق کئی ممالک کے فوجوں سے بنائی گئی عالمی فوج سرتابی کرنے والے ممالک کو بھیجی جائے گی۔ تاکہ اسے زبردستی عالمی قوانین کے احترام پر مجبور کیا جاسکے۔ یہی وجہ ہے کہ چند طاقتور ممالک کے علاوہ دنیا کے کسی ملک کو اپنی مرضی سے کوئی فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں۔

دانشوروں کا کہنا ہے کہ اگر واقعتاً اقوام متحدہ نے خود کو اقوام اور ممالک کی مشکلات اور جنگوں میں غیر جانب دار ثابت کیا ہوتا اور ثالثی کی حد تک اپنا کردار محدود رکھا ہوتا تو ممکن تھا کہ آج غیر جانبدار کردار کے طور پر اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا مگر اقوام متحدہ نے ایسا نہیں کیا۔ دوسری طرف اسلامی دنیا کی حالت یہ ہے کہ نکاح، طلاق، میراث، دینی تعلیم اور دینی اقدار ختم نبوت جیسے ایمانی اور عقیدے کے مسائل کی تعبیر وتشریح یہاں تک کہ زن وشوہر کے آپس کے تعلقات کے حوالے سے بھی اقوام متحدہ کی رہنمائی اور ہدایات کے منتظر ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اسلامی ممالک میں بھی اسلامی قوانین کے نفاذ کے لیے ہونے والی کوششیں کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوتیں۔ اسلامی احکام پر عمل کرنے کے لیے بھی اقوام متحدہ کی اجازت کی ضرورت ہوتی ہے۔ بہت سے عالمی قوانین اسلامی ممالک میں اسلامی قوانین کے نفاذ کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہیں۔ عالمی طاقتیں اقوام متحدہ کے قوانین پر عمل درآمد نہ ہونے کے حوالے سے پروپیگنڈہ کرتی رہتی ہیں جس کے ذریعے ان لوگوں کی امیدوں کو پابند کیا جاتا ہے جو اپنے ممالک میں اسلامی قوانین پر عمل درآمد کرنا چاہتے ہیں۔ ایسا کرنے کا نتیجہ ہے کہ آج دنیا کے کسی حصے میں اسلامی قوانین کے نفاذ کی کوئی

کرن نظر نہیں آتی۔ اور نہ اس حوالے سے مسلمانوں کو کوئی آزادی حاصل ہے

دوسری طرف ممالک کے درمیان جنگوں کی روک تھام اور تنازعات کے حل کے حوالے سے اقوام متحدہ کا کردار کبھی غیر جانبدار اور شفاف نہیں رہا۔ بلکہ ہمیشہ دور خارہا۔ یہ ایک واضح اور زندہ حقیقت ہے کہ عالمی برادری اپنے بنیادی ہدف کے حصول میں ناکام ہوگئی ہے۔ مسئلہ فلسطین کے حل میں اقوام متحدہ کی ناکامی ڈھکی چھپی نہیں۔ مگر سوڈان اور انڈونیشیا کی تقسیم اور وہاں دو نئے عیسائی ممالک کو وجود دلانے پر اقوام متحدہ کو فخر ہے اور اسے اپنی تاریخی کامیابی قرار دیتا ہے۔ اسی لیے دنیا میں مسلمان اس تنظیم کے کردار کو مشکوک نظروں سے دیکھتے ہیں اور اس سے مایوس بھی ہیں۔ اقوام متحدہ سے انہیں کوئی خیر کی توقع نہیں۔ یہ ذہنیت پہلے مسلمان عوام میں محسوس کی جاتی تھی مگر اب ایسا لگتا ہے کہ اسلامی حکومتیں اور ممالک بھی یہ دور خاپن اور جانبدارانہ سلوک محسوس کرنے لگی ہیں۔

اسی طرح مسلمانوں کے دینی، کلچرل اور تعلیمی معاملات میں اقوام متحدہ کی مداخلت سب کے سامنے ہے۔ اسلامی دنیا کے خلاف کفری ممالک کی جنگیں اور ان کی جارحیت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اقوام متحدہ کی عالمی تنظیم ان کی حامی ہے۔ قراردادوں کے نام سے مسلمانوں پر وحشیانہ جنگیں مسلط کی گئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہر جگہ اور ہر ملک میں مسلمان عوام کے ذہنوں میں اقوام متحدہ کے حوالے سے شکوک وشبہات کا ایک جنگل اگ آیا ہے۔ اور آئندہ کے لیے خطرہ ہے کہ مسلمانوں کی یہ اندرونی ناراضگی اور نفرتیں بپھر کر سامنے آجائیں جس سے ایک بڑا عالمی بحران جنم لے۔ پہلے اقوام ملائشیا کے صدر مہاتیر محمد نے یہ آواز اٹھائی تھی کہ اقوام متحدہ دنیا میں مسلمانوں کے ساتھ ناانصافی کا سلوک کرتا ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا تھا کہ اقوام متحدہ کے عالمی قوانین پر نظر ثانی کی جائے۔ اور اس میں نئی اصلاحات کی جائیں۔ خاص طور سلامتی کونسل کے ویٹو پاور رکھنے والے ممالک میں اسلامی ممالک کو بھی شامل کیا جائے۔ مگر اس وقت مہاتیر محمد کے مطالبے پر عالمی برادری کیا خود اسلامی ممالک نے بھی کوئی توجہ نہیں دی اور ان کے ہم نوا نہ بنے۔

اب جب اقوام متحدہ کی عمر سات دہائیوں کو پہنچنے والی ہے ہم اس پورے عرصے کا تجزیہ کریں تو ایک مسلمان فرد کو سوائے اس کے کہ اقوام متحدہ نے اسلامی دنیا میں اسلامی قوانین کے نفاذ کی راہ میں رکاوٹیں ڈالیں، مسلمانوں کی ترقی کے راستے مسدود کر دیے، مسلمانوں پر ظالمانہ جنگیں مسلط کیں، اور مختلف قراردادوں کے ذریعے جارحیت پسند ممالک کے لیے اسلامی دنیا پر جارحیت کی راہ ہموار کی، کچھ نظر نہیں آتا۔ فلسطین، افغانستان، عراق، کشمیر اور چیچنیا کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔

یہ بات واضح ہے کہ یہ تنظیم صرف ویٹو پاور رکھنے والے ممالک کے مفادات کے تحفظ اور ان کی سیاست کا ایک فورم ہے۔ انہیں کے امور آگے بڑھاتا ہے۔ انہیں کے اہداف کا تحفظ کرتا ہے اور انہیں کی استعماری سیاست کا وسیلہ اور راستہ ہے۔

ہم پہلے اس بات کی طرف اشارہ کر چکے ہیں کہ مسلمانوں میں اب یہ احساس انگڑائیاں لینے لگا ہے اور یہ احساس حکام اور عوام سب میں یکساں پایا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں سعودی عرب کا حالیہ فیصلہ قابل غور ہے کہ جس میں انہوں نے سلامتی کونسل کا غیر دائمی رکن بننے کی پیش کش قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ سلامتی کونسل کے کردار پر پھر سے نظر ثانی کی جائے اور اس میں ضروری اصلاحات کی جائیں۔ مبصرین کے مطابق سعودی عرب حکومت کا یہ نیا فیصلہ صحیح واقعات اور حقائق کا ادارک اور عالمی سطح پر مسلمانوں کے حقوق کی ترجمانی ہے۔ جس کے لیے وہ بھرپور داد کے مستحق ہیں۔ دیگر اسلامی ممالک کو بھی ایسے اقدامات اٹھانے چاہئیں۔ اور اقوام متحدہ کے دائرہ کار میں اصلاحات کے حوالے سے سعودی عرب کی بھرپور تائید کرنی چاہیے۔

یہ بات واضح ہے کہ ان 65 سالوں میں اقوام متحدہ نے فلسطینیوں کے حال پر آنکھیں بند رکھیں، جس کی وجہ سے وہاں اسرائیل نے دن بدن اپنی قوت مضبوط کی اور مسلمانوں پر مظالم ڈھائے۔ یہاں قابل غور پہلو یہ ہے کہ سعودی عرب کی جانب سے اٹھائے گئے اس اقدام کے حوالے سے فرانس نے بھی ان کی حمایت کا اعلان کیا ہے اور اقوام متحدہ میں کئی اصلاحات اور تبدیلیوں کے موقف کی تائید کی ہے۔ خبری ذرائع کے مطابق فرانس کے وزیر خارجہ رومین ندال نے کہا ہے کہ فرانس سلامتی کونسل کے حوالے سے سعودی عرب کے جذبات کی حمایت کرتا ہے کیوں کہ سلامتی کونسل مکمل طور پر مفلوج ہوچکا ہے جس کی وجہ سے اس کے خلاف اس طرح کے جذبات پائے جاتے ہیں۔ مبصرین کا کہنا ہے کہ فرانسیسی وزیر خارجہ کی اس طرح کی وضاحت اقوام متحدہ کی حقیقت ظاہر کرتا ہے کہ یہ ادارہ اپنے مقاصد میں ناکام ہوچکا ہے۔ اس میں کچھ اہم اصلاحات کی ضرورت ہے کہیں ایسا نہ ہو یہ نفرتیں اور ناراضگیاں اور بھی پھیل جائیں۔

نوٹ: اس تحریر میں مولانا زاہد الراشدی کے ایک مضمون اور عربی میڈیا سے استفادہ کیا گیا ہے۔

❖❖❖

افغانوں کو حقیقی اسلامی مشن اپنانا چاہئے

تحریر: ابراہیم عزیز

دنیا پر مسلط کردہ بین الاقوامی قوانین اور بین الاقوامی فیصلوں کا اختیار بین الاقوامی قوتوں کے ہاتھ میں ہے، وہ قوتیں جن کی عوام پر مظالم ڈھانے کی ایک طویل تاریخ رقم ہے، یہی وجہ ہے کہ بین الاقوامی قوانین کی تعداد ہزاروں کی ہے، اقوام متحدہ اور عالمی اداروں کے فیصلوں کی تعداد بھی ہزاروں کی ہے، لیکن پھر بھی ان میں کوئی ایسا شق نظر نہیں آرہا جس میں ملکی خودمختاری کے لئے مسلح جدجہد کو قانونی تحفظ دیا گیا ہو، اگر کہیں خودمختاری کے حصول کے لئے مسلح جدجہد ہو رہی ہے تو وہ ان قوتوں کے لئے قابل قبول نہیں ہے، خلاصہ کلام یہ ہے کہ موجودہ بین الاقوامی نظام جس میں اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل بھی شامل ہے، عدالت کے اصولوں اور عالمی سطح پر عوام کی رائے اور ضرورتوں سے متصادم ہے، اس لئے یہ قوانین اور نظام بدلنے کی ضرورت ہے۔

اسلامی شریعت، قانون بنانا اور منسوخ کرنا اللہ تعالی کے ساتھ مختص ہے، اگر کوئی یہ اختیار اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کرتا ہے یا کسی اور کو یہ اختیار دینے کا نظریہ اپناتا ہے تو درحقیقت ایسا شخص شعوری یا غیر شعور طور پر اللہ تعالی کے ساتھ اس کی صفت میں شریک ہونے کا دعویدار ہے۔ اس حوالے سے کئی دلائل موجود ہیں کہ یہ حکم شریعت کے اہم احکام میں سے ہے یہاں تک کہ اس میں جہالت کا عذر بھی قابل قبول نہیں ہے۔ یہاں ہم دو احادیث پیش کریں گے۔

ایک منافق اور یہودی کے درمیان کسی بات پر لڑائی تھی۔ یہودی حق پر جبکہ منافق غلطی پر تھا۔ یہودی نے کہا فیصلے کے لئے تمہارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلتے ہیں، لیکن منافق نے یہودیوں کے سردار کعب بن اشرف کے پاس جانے پر اصرار کیا۔ بالآخر یہ دونوں فیصلہ لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرمایا۔ جب یہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے تو منافق نے کہا اب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس چلتے ہیں ان سے فیصلہ کرائیں گے، یہودی مان گیا اور دونوں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ اپنی بات سنانے کے بعد یہودی نے عمر فاروقؓ سے کہا کہ فیصلہ کرنے سے پہلے آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارا فیصلہ ایک دفعہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے حق میں کر چکے ہیں۔ لیکن یہ شخص اس کے بعد مجھے آپ کے پاس لے آیا۔ اب آپ کی مرضی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ منافق سے پوچھا کہ کیا واقعی ایسی بات ہے؟ منافق نے کہا جی ہاں بالکل ایسا ہی ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دونوں سے فرمایا میرے آنے تک انتظار کرو چنانچہ حضرت رضی اللہ عنہ گھر کے اندر گئے اور تلوار لے کر واپس تشریف لائے اور منافق کا سر تن سے جدا کر کے ایک تاریخی جملہ کہا: (ھکذا اقضی بین من لم یرض بقضاء اللہ وقضاء رسولہ) کہ جو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کو تسلیم نہ کرے تو اس کا فیصلہ میں اس طرح کرتا ہوں۔ منافق کے اہل وعیال نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ عمر نے ہمارے آدمی کو قتل کیا ہے۔ اس دوران آیت " فلا وربک لایؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم " نازل ہوئی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے فیصلے کی تائید کی گئی۔

دوسری مثال:

عدی بن حاتم رضی اللہ تعالی عنہ اسلام قبول کرنے سے قبل حضرت عیسی علیہ السلام کے دین کے پیروکار تھے، انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور میرے گلے میں سونے کا صلیبی نشان لٹک رہا تھا، آپ ﷺ نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا گلے سے یہ بت پھینک دو، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی، اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ) توبہ ۵۴، پھر اس آیت کی تفسیر میں فرمایا متوجہ رہو، انہوں نے اپنے علماء اور مشائخ کی عبادت نہیں کی لیکن وہ اس طرح تھے

بقیہ صفحہ نمبر 31 پر ملاحظہ فرمالیں۔

لندن اجلاس کے عزائم!

لطیف عزم

لندن کے حالیہ سہ فریقی اجلاس جس میں کابل انتظامیہ کے صدر کے علاوہ پاکستان اور برطانیہ کے وزرائے اعظم نے بھی شرکت کی، کی میزبانی برطانیہ نے کی۔ برطانیہ نے اس سہ فریقی اجلاس کی میزبانی اس انداز میں کی کہ گویا پاکستان اور افغانستان کے عوام جس آگ میں جل رہے ہیں اس کا سبب اور باعث برطانیہ نہیں کوئی اور قوت ہے۔ یہ کچھ اور لوگ ہیں جنہوں نے ان دونوں ممالک کو بارود کی بارش میں دھکیل دیا ہے؟

اگرچہ بظاہر اس اجلاس کا ایجنڈا اسلام آباد اور کابل کے درمیان بہتر تعلقات کی توسیع اور اس کے لیے مختلف طریقوں پر بحث، دونوں جانب کے طالبان سے مذاکرات اور 2014 کے بعد بیرونی افواج کے نکلنے کے بعد افغانستان اور پاکستان کی فضا پر پڑنے والے اثرات کا جائزہ لینا تھا۔

برطانیہ میں ہونے والے حالیہ اجلاس کے متعلق برطانیہ کی صاف نیتی پر اس لیے بھی شبہ کیا جارہا ہے کہ ایک طرف تو برطانیہ کے ہزاروں مسلح فوجی افغانستان میں افغان عوام پر اسلحہ تانے کھڑے ہیں اور دوسری طرف امریکا اور برطانیہ مذاکرات اور امن بھی دھمکی اور طاقت کی زبان سے مذکورہ دونوں کے عوام پر مسلط کرنا چاہ رہے ہیں۔ برطانیہ اگر واقعتاً افغانستان اور پاکستان میں جلتے ہوئے شعلوں کو ٹھنڈا کرنا چاہتا ہے تو اس کا واضح اور دوٹوک راستہ یہی ہے کہ بیرونی قوتیں بغیر کسی شرط اور قید کے افغانستان سے نکل جائیں اور قبائلی عوام پر بے رحمانہ انسانیت کش حملے ختم کیے جائیں۔

میڈیا رپورٹوں کے مطابق لندن کے حالیہ اجلاس میں برطانیہ کا اہم مطالبہ یہ تھا کہ اگر افغانستان اور پاکستان میں طالبان کے ساتھ امن اور صلح کی کوششیں تیز ہوجائیں اور بیرونی قوتیں وہاں سے نکلنا شروع ہوجائیں تو ایسے حالات میں برطانیہ کے مفادات کے تحفظ کی کیا ضمانت ہوگی۔ اسی طرح برطانیہ امریکا کے نائب کے طور پر بھی کردار ادا کررہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کابل انتظامیہ اور پاکستان کو واضح طور پر کہا گیا تھا کہ امریکا اور برطانیہ 2014 کے بعد ان دونوں ممالک میں اہم کردار ادا کرنے کی فکر میں ہیں۔ خصوصاً امریکا واضح طور پر افغانستان میں سیکورٹی معاہدے اور عدالتی تحفظ کے معاہدے کے تحت چاہتا ہے کہ 9 بڑے فوجی اڈے تعمیر کرے۔

برطانیہ میں اگرچہ بظاہر 2014 کے بعد فوجی اڈوں کی موجودگی کا معاملہ نہیں اٹھا رہا مگر وہ امریکا کے لیے بڑی تندہی سے کوششیں کررہا ہے۔ تاکہ اس خطے میں برطانیہ کا وجود دائمی رہے اور امریکی چھتری تلے برطانیہ اپنے لیے ایک بار پھر پکے ٹھکانے حاصل کرسکے۔ حال ہی میں تحریک طالبان پاکستان اور حکومت کے درمیان بات چیت اور مذاکرات کا موضوع گرم تھا۔ امریکا نے حکیم اللہ محسود کو شہید کرکے عملاً اس سلسلے اور منصوبے کو تباہ کرکے رکھ دیا۔ برطانیہ جس نے حال ہی میں پاکستانی وزیر اعظم سے طالبان سے مذاکرات کے حوالے سے گفتگو کی تھی اور اس اقدام کو مثبت قرار دیا تھا مگر جب امریکا کے ہاتھوں حکیم اللہ محسود کی شہادت ہوئی تو برطانیہ نے امریکا کے نبض کی حرکت جانتے ہوئے اپنی عیار سیاست کا رخ بدل دیا اور اس ڈرون حملے کی بھرپور حمایت کی۔

برطانوی وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون نے جب 4 سال قبل برطانوی حکومت کی لگامیں تھامیں تھا تو پارلیمنٹ کے سامنے اپنی پالیسی کا اعلان کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ برطانوی عوام کے عزائم سے واقف ہیں کہ وہ افغانستان کی جنگ کو مزید طول نہیں دینا چاہتے۔ اور نہ اب مزید برطانوی فوجیوں کی ہلاکت ان سے برداشت ہوگی۔

کیمرون کے کہنے کے مطابق اب برطانیہ نے افغانستان میں اپنا سیاسی قدم اس طرح سے جمایا ہے کہ وہ اسلحے یا فوج کے زور پر نہیں بلکہ سیاست اور سفارت کاری کے ذریعے وہاں اپنے مفادات کا تحفظ کرنا چاہتا ہے۔ برطانیہ کی یہ بھی کوشش ہے کہ وہ فریق بننے کی بجائے ایک ثالث کی حیثیت سے کام کرے۔

مبصرین کے بقول برطانیہ سمیت تمام قوتیں اس نتیجے پر پہنچی ہیں کہ عسکری میدان میں انہیں کوئی کامیابی نظر نہیں آرہی، برطانیہ اپنے چہرے کی کثافت اور اپنا جرم امریکا سے ذرا کم دکھانے اور اپنے انسانی جرائم پر پردہ ڈالنے کے لیے ثالث بن کر کردار ادا کرنے کی کوشش میں ہے اس طرح سے وہ اپنے عوام کے سامنے بھی خود کو جنگ سے بےزار ثابت کرسکیں گے اور استعماری فریق بننے میں بھی انہیں آسانی ہوگی۔ مگر برطانیہ کو سمجھ لینا چاہیے کہ افغان اور قبائلی عوام ان کے مکارانہ عزائم سے واقف ہوچکے ہیں اور یہ بھی جان چکے ہیں کہ برطانیہ نے تاریخ کے طویل دورانیے میں دو مسلمان پڑوسیوں کے درمیان کبھی بھی مصلحت کو سامنے رکھتے ہوئے نہ صرف یہ کہ منصفانہ فیصلے نہیں کیے بلکہ مزید نزاع کا باعث بن کر انہیں آپس میں لڑایا اور ان کے درمیان ہمیشہ کے مسائل اور ناگواریاں چھوڑی ہیں۔

مذہبی اقدار کے خلاف وزارت عدلیہ کے اقدامات

عبد الرحیم ثاقب

رواں ہجری شمسی سال 1392 کے ماہ عقرب کی بارہویں تاریخ کو خبری چینل پژواک نے رپورٹ دی کہ کابل وزارت عدلیہ اور ججوں کے بھیجے گئے وفد نے غزنی شہر میں "جہان ملکی" گرلز کالج میں طالبات کو معلومات عامہ کے پروگرام کے نام پر بعض غلط بے ہودہ تعلیمات دی ہیں۔ مذکورہ چینل نے خبر کی تائید میں جہان ملکی گرلز کالج کی فرسٹ ائیر کی ایک طالبہ زحل تنہا کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس پروگرام میں وزارت عدلیہ اور ججوں کے وفد نے طالبات سے کہا "اپنی زندگی اپنی مرضی سے جیو، یہ تمہارا حق ہے۔ ماں، باپ یا گھر کے دوسرے بڑوں کی بالکل پروا نہ کرو، افغان حکومت اور عالمی معاشرہ تمہارے پیٹھ پر کھڑے ہیں اور تمہارا بھرپور ساتھ دیں گے"۔

"جہان ملکی" کالج کی اس طالبہ کا کہنا ہے کہ یہ وفد چاہتا ہے کہ ہمارے اسلامی اور افغانی کلچر کا خاتمہ کیا جائے اور اس کی جگہ مغربی کلچر کو عام کیا جائے۔ زحل تنہا نے وزارت عدلیہ اور ججوں کے وفد کے معلومات عامہ کے پروگرام کے متعلق کہا کہ "معلومات عامہ کے عنوان سے ہمیں بتایا جاتا ہے کہ جو ہمارا جی چاہے وہ کریں، اپنی مرضی کے لڑکے سے محبت کریں، اپنی مرضی کے کپڑے پہنیں اور اگر گھر والے اجازت نہ دیں تو گھروں سے بھاگ جاؤ تمہارے لیے محفوظ ٹھکانے موجود ہیں"۔

پژواک نیوز چینل کے حوالے سے صرف زحل نہیں بلکہ دوسری طالبات نے بھی معلومات عامہ کے اس پروگرام کے متعلق بتایا کہ اس میں ہمیں افغانی اور اسلامی روایات کے خلاف تربیت دی جاتی تھی اور کہا جاتا تھا تم اپنی زندگی اپنی مرضی سے گزارو۔

رپورٹ کے مطابق غزنی کے وزیر تعلیم محمد عابد عابد نے بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ کابل وزارت عدلیہ اور ججوں کا ایک وفد آیا تھا جس نے "جہان ملکی" کالج کی طالبات کو مدنی قانون اور خواتین کے حقوق کے متعلق مختلف حوالوں سے معلومات دی ہیں۔ ہمیں جب اس پروگرام کے حوالے سے شکایات ملیں تو ہم انے یہ تربیتی پروگرام بند کر دیے۔

پژواک نے اپنی رپورٹ کے آخری حصے میں لکھا ہے کہ غزنی ہائی کورٹ کے چیف جسٹس عبد الرشید عابد نے "جہان ملکی" کالج میں ایسے تربیتی پروگرام سے لاعلمی کا اظہار کیا۔

اگرچہ افغانستان پر امریکی جارحیت کے بعد اس طرح کے بہت سے واقعات پیش آئے ہیں جس میں بیرونی ادارے تعلیمی اور تربیتی پروگراموں کے نام پر افغان طلبہ کو وہ کچھ سکھاتے ہیں جو اسلام کے بنیادی احکام اور افغان کلچر سے بالکل متضاد ہوتے ہیں۔ انہیں اداروں کے ذریعے مسیحیت کے تحریف شدہ دین کی جانب افغانوں کو دعوت دینا اور اسلامی شریعت کے کچھ احکامات پر ان کی جانب سے تنقید اس کی واضح مثال ہے۔

مگر یہ واقعہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ ہے کہ کابل کی "اسلامی" حکومت

> افغانستان پر امریکی قیادت میں کفری ممالک کی جارحیت کے وقت علماء شوری کے سابق سربراہ فضل ہادی شنواری نے اپنے فتوی میں امریکی جارحیت کے جواز کا فتوی دیا تھا اور اسے افغانستان کی ایک ضرورت قرار دیا تھا۔ مگر ایک جانب اگرچند بے ضمیر لوگ اپنی حیثیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے افغانستان پر بیرونی جارحیت کو صحیح قرار دیتے ہیں تو دوسری طرف اسلامی افغانستان میں دین اور اسلام سے ایسے محبت کرنے والے مجاہد علماء بھی ہیں جو اپنی جان کی قیمت پر وطن کے حریم کا دفاع کر رہے ہیں اور اس روشن راہ میں دوسروں سے بڑھ کر انہوں نے قربانیاں دی ہیں۔ اس لیے کابل کی نام نہاد اسلامی حکومت کے حکام اور ان کا حامی کفار کو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ افغانستان مسلمانوں کا ملک ہے اور یہاں صرف وہی کچھ قابل عمل ہو گا جو اسلام کی بنیادی تعلیمات سے موافق ہو اور بس۔

کے سرکاری حکام کی جانب سے اسلام کے مقدس دین کی بنیادی تعلیمات اور افغان مسلمانوں کے معاشرتی روایات کے خلاف ایسے واضح انداز میں پروپیگنڈا کیا جارہاہے۔ وزارت عدلیہ اور جحزوہ عدالتی مراکز ہیں جو دیگر محکموں میں شریعت اور قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کو نکیل ڈالتے ہیں اور ان کے خلاف قانونی مواخذہ کرتے ہیں۔ مگر ہمارے ملک میں امریکی جمہوریت کی برکت سے سب کچھ الٹے رخ چل رہاہے۔ قانون کے محافظ یہ ادارے غیروں کی خوشی کے لیے وہ کچھ کررہے ہیں جس کی اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا۔

کابل انتظامیہ کی سرکاری تشکیلات جس کا کام مذہب اور قانون کی پاسداری ہے وہ اسلام سے زیادہ صلیبی اور کفری عقائد کی ترویج اور اشاعت کے لیے کام کررہے ہیں۔ کرزئی انتظامیہ کی سپریم کورٹ، وزارت عدلیہ اور جج، وزارت حج واوقاف اور نام نہاد علماء کونسل جنہیں مذہبی اور عدالتی مراجع سمجھا جاتا ہے افغانستان میں امریکی جارحیت کو مزید طول دینے کے لیے ان کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ سابقہ کمیونسٹ انتظامیہ کی طرح یہ انتظامیہ بھی جارحیت پسند قوتوں کی مفاد میں کیے گئے اپنے فیصلوں کے لیے مذہبی توجیہات تلاش کرتا ہے۔

اب کے بار بھی کرزئی کی جانب سے جاری سیکیورٹی معاہدے کا سلسلہ جاری ہے۔ دیگر تمام اداروں سے زیادہ نام نہاد علماء شوری نے اس معاہدے پر دستخط کرکے اس کی توثیق وتاکید کی ہے۔ اور اسے افغانستان اور افغانوں کے مفاد میں بہتر قرار دیاہے۔

افغانستان پر امریکی قیادت میں کفری ممالک کی جارحیت کے وقت علماء شوری کے سابق سربراہ فضل ہادی شنواری نے اپنے فتوی میں امریکی جارحیت کے جواز کا فتوی دیا تھا اور اسے افغانستان کی ایک ضرورت قرار دیا تھا۔ مگر ایک جانب اگرچند بے ضمیر لوگ اپنی حیثیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے افغانستان پر بیرونی جارحیت کو صحیح قرار دیتے ہیں تو دوسری طرف اسلامی افغانستان میں دین اور اسلام سے ایسے محبت کرنے والے مجاہد علماء بھی ہیں جو اپنی جان کی قیمت پر وطن کے حریم کا دفاع کررہے ہیں اور اس روشن راہ میں دوسروں سے بڑھ کر انہوں نے قربانیاں دی ہیں۔ اس لیے کابل کی نام نہاد اسلامی حکومت کے حکام اوران کا حامی کفار کو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ افغانستان مسلمانوں کا ملک ہے اور یہاں صرف وہی کچھ قابل عمل ہوگا جو اسلام کی بنیادی تعلیمات سے موافق ہو اوربس۔

❖❖❖

بقیہ از: افغانوں کو حقیقی اسلامی مشن اپنانا چاہئے

کہ جس چیز کوانہوں نے حلال قرار دیاتووہ حلال سمجھتے تھے اور جس چیز کوانہوں نے حرام قرار دیاتووہ اسے حرام سمجھتے تھے۔

آج کی دنیامیں بین الاقوامی قانون سازاداروں نے ان علماء اورراہبوں کی جگہ لے رکھی ہے، بین الاقوامی مسائل میں اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی عبادت کی جاتی ہے اور ملکی مسائل میں پارلیمنٹ کی۔

دشمن کی جدجہد اسی نقطہ نگاہ کی اہمیت سے مسلمانوں کوبت کی عبادت کی طرف بلانے اوردعوت دینے کے لئے نہیں ہے بلکہ معاصراسلوب کوشرک اورغلامی میں مبتلا کررکھاہے، مسلمانوں کوجمہوریت اورپارلیمنٹ کے نام پرورغلائے گئے ہیں اور حکمرانوں کو بین الاقوامی کفری قوانین کی جی حضوری کے پابند کردیا گیاہے۔

افغانستان کی مجاہد ملت جو قرآن وسنت کی روشنی میں جہاد کے مقدس عمل میں مصروف عمل ہے،وہ نہ اقوام متحدہ کے فیصلوں کی پابندہے اورنہ ہی کسی دوسرے عالمی اداروں کے قوانین کی غلام ہے اورنہ ہی انہیں ان قوانین کی کوئی ضرورت ہے، ان کوچاہیے کہ وہ دشمن کے ساتھ مفاہمت کی صورت میں اقوام متحدہ کے منشور، جینواقوانین اوردوسرے عالمی قوانین کے بجائے قرآن اورسیرت نبوی کی طرف رجوع کریں اورسچی اسلامی سیاست کواپنامشن اورنصب العین بنائے۔

* * *

ناٹو انتشار کی دہلیز پر

شاہد

امریکی انٹیلی جنس ادارے سی آئی اے کے اہلکار ایڈورڈ سنوڈن کی جانب سے ذرائع ابلاغ پر امریکی جاسوسی کے منصوبوں کا راز افشا ہونے کے بعد ناٹو کے زیر سایہ جمع تمام مغربی ممالک امریکی حکومت کے عزائم کے حوالے سے بے چینی کا شکار ہو چکے ہیں اور ہر ایک اپنی باری پر اس حوالے سے تنقید کر رہا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ اگر امریکا ایسے کام کرے گا تو اس سے بقول ان کے دہشتگردی کے خلاف جنگ کو شدید نقصان ہو گا۔ یہ اس بات کے پہلے تمہیدی علامات ہیں کہ اب مزید ناٹو میں انتشار آئے گا اور مسلمان اس کے شر سے محفوظ ہو جائیں گے۔ ناٹو کے شمالی اٹلانٹک کے معاہدے پر 1949 میں پہلی مرتبہ بلیجیم کے وزیر خارجہ کارل ہینڈری سپاک نے دستخط کیے۔ اس کے بعد ڈنمارک، فرانس، برطانیہ، آئس لینڈ، اٹلی، کینیڈا، لکسمبرگ، ہالینڈ، ناروے، پرتگال اور ریاست ہائے متحدہ امریکا کے وزرائے خارجہ نے اس معاہدے پر دستخط کیے۔ اس تنظیم کا بنیادی ہدف امن اور آزادی ہے مگر بدقسمتی سے وارساپیکٹ کی تحلیل کے بعد اس تنظیم نے امن اور آزادی کا یہ راستہ چھوڑ کر آزاد ممالک پر یلغار کر کے ان کی تسخیر کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جس کی زندہ مثال افغانستان، عراق، اور دیگر ممالک ہیں۔

1957 میں پیرس میں ناٹو کا پہلا اجلاس:

ناٹو کو اپنی تاسیس کے آٹھ سال بعد مشرقی بلاک کا سامنا ہوا۔ اس سے دو سال پہلے وارساپیکٹ کی بنیاد پڑ گئی۔ یہ وہ وقت تھا جب سوویت یونین نے سپوٹنیک کے نام سے اپنا پہلا راکٹ فضا میں بھیجا، جس سے ایٹمی حریف کی حیثیت سے ریاستہائے متحدہ امریکا کو دھچکا لگا۔ حال میں یورپین اور عالمی ممالک کو امریکا کی جانب سے ایک اور حیران کن اور بیدار کن جھٹکا لگا اور اسی لیے مغرب انتہائی سخت صورتحال سے دوچار ہے۔

امریکی حکومت کی جانب سے ہونے والی جاسوسی کا راز افشا کرنے والے سی آئی اے کے سابق اہلکار 29 سالہ ایڈورڈ سنوڈن نے برطانوی روزنامہ "گارڈین" کو بتایا کہ امریکی حکومت وسیع سطح پر انٹرنیٹ اور ٹیلیفون رابطوں کی نگرانی کرتا ہے اور انہوں نے ملینوں ٹیلی فون اپنے پاس محفوظ کئے ہوئے ہیں۔

ایک فرانسیسی روزنامے کے مطابق صرف 2012 کے دسمبر کے مہینے میں امریکا نے 70 ملین سے زیادہ فون اپنے پاس محفوظ کئے ہوئے ہیں فرانسیسی حکومت نے امریکی انٹیلی جنس کی جانب سے ٹیلفون رابطوں کی خفیہ نگرانی کی شدید مذمت کی ہے۔ اور فرانس میں موجود امریکی سفیر کو طلب کیا ہے۔ اگرچہ امریکا اور فرانس کے دوستانہ تعلقات ہیں مگر اس خبر کی اشاعت سے پیرس کو غصہ آیا ہے جس کی وجہ سے انہوں نے امریکی سفیر کو اپنی شکایات اور ناراضگیوں سے آگاہ کرنے کی لیے طلب کیا ہے۔ کہا جاتا ہے ان ٹیلیفونک رابطوں میں مشکوک لوگوں اور سیاسی شخصیات کے ساتھ ساتھ تاجر اور عام لوگ بھی شامل ہیں۔ ذرائع کے مطابق امریکی انٹیلی جنس ادارے نے ہالینڈ میں بھی تقریباً 2 ملین افراد کے ٹیلیفون ریکارڈ کیے ہیں۔

اس مسئلے سے یورپ انتہائی حساس اور بداعتمادی کا شکار ہو چکا ہے۔

اس سے قبل سی آئی اے کے سابق سیکرٹری اور تھنک ٹینک سنوڈن نے کہا تھا کہ انہوں نے اس "پرزم" نامی پروگرام کا راز افشا کرنے کا فیصلہ ساری دنیا کے لوگوں کی آزادی کے تحفظ کے لئے کیا۔ انہوں نے کہا: آزاد لوگوں کو استبداد کے پنجوں سے تحفظ دلانا میری ذمہ داری ہے۔

امریکی انٹیلی جنس ادارے کی جانب سے وسیع سطح پر ٹیلیفون اور انٹرنیٹ کی نگرانی کے پروگرام کے حوالے سے انہوں نے روزنامہ گارڈین سے گفتگو کی۔ مذکورہ اخبار نے ان کے مطالبے پر ان کا نام ظاہر کر دیا۔

ایڈورڈ نے برطانوی روزنامہ کو بتایا کہ میں نہیں چاہتا کہ میں ایسے معاشرے میں رہوں جہاں اس طرح کے کام ہوتے ہوں، میں ایسی دنیا میں رہنا پسند نہیں کرتا جہاں میرے ہر قول وفعل کا ریکارڈ محفوظ ہو۔

یاد رہے برطانوی روزنامہ گارڈین نے اپنی رپورٹ میں کہا گویا امریکا ایک عالمی جاسوس ہے جو عالمی سطح پر وسیع پیمانے پر انٹرنیٹ اور ٹیلیفون کی نگرانی کرتا ہے۔ اخبار کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مذکورہ انٹیلی جنس ادارہ اپنے اس پروگرام میں لوگوں کی ذاتی ویڈیوز، تصاویر اور برقی تحریریں دیکھتا ہے تاکہ کچھ مخصوص اور مشکوک لوگوں پر نظر رکھی جاسکے۔ اگرچہ اس سے

ایک روز قبل امریکی انٹیلی جنس کے سربراہ جیمز کلیپر نے ان رپورٹس کی تردید کی جس میں کہا گیا کہ امریکی جاسوس ادارے نے 30 روز میں فرانس کے 70 ملین ٹیلفونوں کا ریکارڈ محفوظ کرلیا ہے۔ انہوں نے اس حوالے سے فرانسیسی اخبار "لیمنڈ" کی رپورٹ کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ "اس رپورٹ میں گمراہ کن معلومات دی گئی ہیں"۔ مگر اس موضوع پر مغرب میں ایک واویلا مچ گیا ہے، ایک یورپی سربراہ نے امریکا پر سخت تنقید کی ہے اور اس سے وضاحت طلب کی ہے۔اس سے قبل فرانس نے بھی احتجاجا امریکی سفیر کو طلب کیا تھا۔

عالمی جنگ کے ورثاء کے درمیان بداعتمادی بڑھ گئی ہے۔ جرمن چانسلر نے امریکا پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ امریکا کی عالمی جاسوسی سے "دہشت گردی" کے خلاف جنگ پر منفی اثرات پڑیں گے۔

میرکل نے امریکا سے مطالبہ کیا کہ: امریکا اپنی مجرمانہ کارروائیوں کے حوالے سے نشر ہونے والی رپورٹوں کے حوالے سے وضاحت کرے۔ جرمن چانسلر انجلا میرکل کا کہنا ہے کہ جرمنی اور فرانس جاسوسی اور ٹیلفون ریکارڈ کرنے کے حوالے سے سامنے آنے والے انکشافات پر ریاست ہائے متحدہ امریکا سے باقاعدہ گفتگو کا آغاز کریں گے۔ ان کا کہنا تھا: بدگمانیوں اور شبہات کے مکمل ازالے کے بغیر انٹیلی جنس تعاون کا عمل آگے بڑھانا انتہائی مشکل ہوگا۔ ان کا اصرار تھا کہ وہ پیش رفت کے لیے ایک بنیادی نکتے کی تلاش میں ہیں۔ وہائٹ ہاوس کے ترجمان نے کہا: ان انکشافات نے امریکا اور یورپی اتحادیوں کے تعلقات خراب کردیے ہیں۔

جرمنی نے امریکی سفیر سے مزید وضاحتیں طلب کرنے کے لیے انہیں طلب کیا ہے۔

انجلا میرکل نے یورپی اتحاد کے پہلے دن کے اختتام پر کہا کہ اس بداعتمادی کے باعث امریکا سے معلومات کے تعاون کا سلسلہ آگے بڑھانا مشکل ہوگیا ہے۔ ایسا پہلی مرتبہ ہورہا ہے کہ یورپی اتحاد نے جمعرات کے روز برسلز میں ایک اجلاس میں اس طرح کے کسی موضوع پر گفتگو کی ہے۔ میرکل کے بقول جرمنی اور فرانس امریکا کے ساتھ انٹیلی جنس معلومات شیئر کرنے کے حوالے سے نئے روڈمیپ اور منصوبے پر غور کریں گے۔

واشنگٹن پوسٹ نے ایک بلندرتبہ امریکی عہدیدار کے حوالے سے کہا کہ امریکا نے مغربی انٹیلی جنس اداروں کو دوطرفہ تعاون کا راز افشاء کرنے پر خبردار کیا ہے۔

روزنامہ کے بقول ان کا کہنا تھا: "ہوسکتا ہے وہ معلومات جو ایڈورڈ سنوڈن نے افشاں کئے ہیں وہ ان مختلف ممالک نے افشا کئے ہوں جنہوں نے انٹیلی جنس تعاون کا راز افشا کیا ہے جو امریکا کے ساتھ علانیہ تعاون نہیں کرتے"۔ جاسوسی کے دوطرفہ تعاون میں روس، ایران اور چین جیسے ممالک کی جاسوسی بھی شامل ہے۔

میرکل نے امریکا سے مطالبہ کیا ہے کہ امریکا اپنے اس مجرمانہ عمل کے حوالے سے نشر ہونے والی رپورٹس کے بارے میں وضاحت کرے۔

انہوں نے بدھ کے روز امریکی صدر بارک اوباما کے ساتھ فون پر اس موضوع کے حوالے سے اپنے اندیشوں کا اظہار کیا ہے۔

فرانس کے صدر فرانسو اولاند نے بھی اپنے عوام کے موبائل فونوں کے سنے گئے مکالموں کے حوالے سے نشر ہونے والی رپورٹ پر اندیشہ ظاہر کیا ہے۔ دوسری طرف اطالوی انٹیلی جنس نے اپنے عوام کے ٹیلیفون اور انٹرنیٹ روابط کی نگرانی کو امریکا اور برطانیہ کی شکست قرار دیا ہے۔

جرمنی کے وزارت خارجہ نے جرمنی میں موجود امریکی سفیر سے ان خبروں کی تصدیق کے حوالے وضاحت طلب کی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ امریکی اداروں نے جرمن خاتون چانسلر انجلا میرکل کے ٹیلیفون مکالموں کو سنا ہے اور ان کی جاسوسی کی ہے۔ بعد کی خبروں میں بتایا گیا ہے کہ ایڈورڈ سنوڈن لاپتہ ہے مگر ذرائع ابلاغ نے کہا ہے کہ ایڈورڈ سنوڈن پہلے چین ہانگ کانگ اور پھر وہاں سے روس چلا گیا، وہ خود کو ایسا شخص قرار دیتے ہیں جس کا کوئی ملک نہ ہو۔ امریکی حکومت نے اسے بغاوت، جاسوسی اور حکومتی رازوں کے افشاء جیسے جرائم میں ملوث قرار دیا ہے جس کی وجہ سے انہیں دس سال کی سزا ہوسکتی ہے

پہلی مرتبہ ناٹو کے اتحادیوں کے درمیان اتنے بڑے پیمانے پر بدگمانیوں اور شکوک نے ناٹو کے درمیان سرخ بتیاں جلائی ہیں۔ جس سے ممکن ہے سرد جنگ کے وقت وارساپیکٹ اور اب مسلم دنیا کے خلاف جنگ لڑنے والا ناٹو منتشر ہوکر رہ جائے اور ڈیڑھ ارب مسلمانوں کو اس کے شر سے نجات مل جائے۔

☼☼☼

وہ ممالک جنہیں امریکا نے مذاکرات میں دھوکہ دیا!!

عبید منیر

تاریخ کے دورانیے میں دنیا کے بہت سے ممالک نے اقتصادی اور سیاسی محاصروں اور بحرانوں سے نکلنے کے لئے امریکا سے بات چیت اور مذاکرات کا راستہ اختیار کیا ہے۔ بعض ممالک اب بھی انہی سابقہ حالات سے دوچار ہیں۔ دیگر الفاظ میں اسی کمزور اور کسمپرسی کی حالت میں ہیں۔ مگر ایسے ممالک بھی ہیں جنہوں نے امریکا سے سفارت کاری کی، اپنے موقف پر مسلسل قائم رہے اور امریکا کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ ان کے ساتھ مقابل فریق کی حیثیت سے متوازن تعلقات رکھے۔

لیبیا، نقصان اور شکست:

سال 2001 میں لیبیا کی جانب سے امریکا سے پہلی مرتبہ ایٹمی منصوبے کے متعلق بات چیت کا آغاز کیا گیا۔ 2003 میں عراق جنگ نے ان مذاکرات کو نئی جہت دی وہ اس لئے کہ امریکا نے لیبیا کے ساتھ بات چیت میں دھونس اور دھمکی آمیز لہجہ اختیار کیا۔ معمر قذافی نے اس وقت امریکا کے سارے مطالبے تسلیم کر لئے۔ امریکیوں کا اہم مطالبہ یہ تھا کہ لیبیا اپنے ایٹمی اثاثے خود تباہ کر دے یا کسی اور ملک منتقل کر کے تباہ کرنے کی اجازت دے۔ اسی طرح آئندہ بھی لیبیا ایٹمی منصوبے یا ایٹمی تحقیقات یا یورینیم افزودگی کے حوالے سے کسی پیش رفت سے احتراز کرے گا۔ قذافی نے امریکیوں سے مذاکرات میں زیادہ خوشگواری پیدا کرنے کے لیے ایٹمی اسلحے کی وہ بنیادی معلومات بھی فراہم کر دیں کہ کس طرح انہوں نے یہ اثاثے حاصل کیے ہیں اور کن ممالک نے ان سے تعاون کیا ہے۔

اس کے مقابلے میں امریکیوں نے ایک نمائشی قدم اٹھایا اور اپنا حسن نیت دکھانے کے لیے لیبیا سے کچھ اقتصادی پابندیاں اٹھالیں۔ لیبیا سے بات چیت اور معاہدوں میں برطانیہ بھی شامل اور امریکا کے ساتھ تھا۔ دونوں ممالک کا قذافی کے ساتھ ایک معاہدہ طے پایا کہ اگر لیبیا پر کوئی بیرونی قوت حملہ آور ہو گی تو امریکہ اور برطانیہ میدان میں اتر کر لیبیا کا دفاع کریں گے۔

مگر امریکیوں نے لیبیا سے اقتصادی پابندیاں بھی نہیں ہٹائیں، اس قول و اقرار کو پانچ سال بھی نہیں گزرے تھے کہ امریکا اور برطانیہ نے ناٹو ممالک کے تعاون سے اسی بہانے سے فضائی یلغار کر دی کہ قذافی سے لوگ ناراض ہیں اور انہوں نے انسانی حقوق کو پامال کیا ہے۔ قذافی انتظامیہ کا تختہ الٹ دیا گیا۔ یہ بات ثابت ہو گئی کہ امریکا اور برطانیہ لیبیا سے تمام معاہدوں میں جھوٹے اور منافق تھے۔

عراق:

1991ء میں کویت کی آزادی اور خطے میں اپنے مفادات کی تحفظ کے لیے امریکا نے عراق پر حملہ کر دیا اور عراقی فوجیوں کو کویت سے بے دخل کر دیا۔ نہ صرف یہ کہ جنگ کو ختم ہونے نہیں دیا بلکہ عراق کے کیمیاوی ہتھیاروں کا بہانہ بھی گھڑ دیا۔ 1998ء میں عراق اس بات پر تیار ہو گیا تھا کہ ایٹمی اسلحہ کی عالمی تنظیم کے وفد کو اجازت دی جائے گی کہ وہ عراق حکومت سے ملاقات کرے اور کیمیاوی اسلحوں کے بارے میں تفتیش کرے۔ صدام حسین نے اتنا جھکاؤ قبول کر لیا کہ عراق کے صدارتی محل کے علاوہ وفد کو 8 مزید ایسے علاقوں کی چھان بین پر رضامندی ظاہر کر دی جس کے بارے میں عالمی قوتوں کو شک تھا کہ وہاں پر نیوکلیئر ٹیکنالوجی کے مراکز قائم ہیں۔ اور امریکیوں سے اس بات پر بھی اتفاق کیا گیا کہ حکومت اور آئین میں عوام کے مطالبات کے مطابق تبدیلی اور اصلاحات کی جائیں گی۔

مگر ان تمام تعاونوں، میلانات اور رجحانات کے باوجود تفتیش کار وفد نے اعلان کیا کہ عراق نے ان سے مناسب تعاون نہیں کیا اور انہیں شک ہے کہ اس ملک کے پاس کیمیائی ہتھیاروں اور یورینیم افزودگی کے کارخانے ہیں۔ 2002 میں صدام حسین نے ایک بار پھر عالمی اسلحہ انسپکٹروں کو اجازت دی کہ عراق میں اپنی تفتیش مکمل کر لیں۔ اور ساتھ ہی اقوام متحدہ کی قرارداد کہ "عراق اپنے تمام مشکوک علاقے تحقیق و تفتیش کے لیے اقوام متحدہ کو پیش کرے گا اور کیمیاوی ہتھیاروں کا مکمل خاتمہ کرے گا" پر عمل درآمد کے لیے رضامندی ظاہر کر دی۔

چونکہ امریکا خطے میں ابھی اپنی عسکری موجودگی برقرار رکھنا چاہتا تھا اور اسرائیل کو مزید تحفظ دینا چاہتا تھا اس لیے اس نے یہ سب کچھ نظر انداز کر دیا اور 2003 میں عسکری جارحیت کر دی۔ امریکا نے صدام حکومت کا تختہ الٹنے کے بعد کئی سالہ جنگ میں لاکھوں عراقیوں کو شہید اور عراق کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا۔

شمالی کوریا:

شمالی کوریا نے بھی 2003ء میں اپنے ایٹمی پلانٹ کی تخفیف کے حوالے سے امریکیوں سے مذاکرات کا آغاز کیا۔ جس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ 2004 میں پھر یہ مذاکرات شروع ہوگئے مگر اس بار امریکیوں نے اسلحوں کی تخفیف کی بجائے خاتمے کے ایجنڈے کا اعلان کیا۔ اسی سال کے دوران نئے سرے سے پھر مذاکرات کا آغاز ہوگیا۔ شمالی کوریا نے اس بار بہت زیادہ لچک کا مظاہرہ کیا اور آمادگی ظاہر کر دی کہ وہ اپنا ایٹمی پلانٹ ختم کر دیں گے مگر اس شرط پر کہ امریکا کوریا سے مالی تعاون کرے گا اور بجلی بنانے کے لیے کوریا میں بڑا ریکٹر نصب کر کے دے گا۔ امریکیوں اور کورین نے ان مذاکرات کو "عمل بہ مقابلہ عمل" کا نام دیا جسے طرفین نے تسلیم کر لیا۔

امریکا نے شمالی کوریا کے ساتھ بھی معاہدہ شکنی شروع کر دی۔ نہ صرف یہ کہ اپنے کیے ہوئے وعدوں کی پاسداری نہیں کی بلکہ 2005ء میں کوریا پر اقتصادی پابندیاں بھی لگادیں۔ 2007ء میں شمالی کوریا نے پہلا ایٹمی تجربہ کیا تو امریکا نے اقتصادی پابندیوں میں توسیع کر دی۔ مگر شمالی کوریا نے اقتصادی پابندیوں سے نکلنے کے لیے اعلان کیا کہ وہ اس شرط پر ایٹمی منصوبہ روکنے پر تیار ہیں کہ وہ اس کے بدلے امریکا سے وسیع مالی تعاون لیں گے۔

شمالی کوریا نے اس دورانیے میں 80 فیصد ایٹمی افزودگی روک دی۔ مگر امریکا کی جانب سے کوئی مالی یا فنی تعاون سامنے نہیں آیا۔ یہی وجہ تھی کہ سال 2009ء میں یک طرفہ مذاکرات کی قید سے نکل کر اسلحہ انسپکٹروں کو ملک سے نکال باہر کر دیا۔

مبصرین کا کہنا ہے کہ اب تک امریکا شمالی کوریا سے سفارتی شکست کھا رہا ہے۔ مگر اہم بات یہ ہے کہ شمالی کوریا نے بات چیت کے اس طویل دورانیے میں اپنی مضبوط سفارتکاری سے صرف کامیابیاں ہی حاصل کی ہیں اور ایک بڑی شکست سے خود کو محفوظ رکھا۔ بایں معنی کہ ایٹمی کامیابی کے ساتھ اس نے امریکا کو بھی اس بات پر مجبور کر دیا کہ اس کے شرائط تسلیم کر کے مساوی حیثیت کے ساتھ مذاکرات کی میز پر بیٹھ جائے۔

مگر ویتنام!!

اگرچہ 1964ء میں ویت نام کو شمالی و جنوبی دو حصوں میں تقسیم کیا گیا مگر امریکیوں کے ساتھ ویت نام کی جنگ اور بھی مضبوط ہوگئی۔ جنہوں نے بالآخر امریکا کو ایسی تاریخی شکست دی کہ اس کے بعد جس ملک میں بھی امریکا کو لوگوں کی مزاحمت یا مقابلے کا سامنا ہو جاتا ہے تو اس کا تجزیہ ویت نام کی جنگ کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہ امریکا کے لیے دوسرا ویت نام ثابت ہوگا۔ امریکیوں نے جنوبی ویت نام کے لوگوں کی مدد کرنے کے لیے شمالی ویت نام کے لوگوں کے ظلم و زیادتی کے خلاف ان پر لشکر کشی کی۔

شمالی ویت نام اور امریکا کے درمیان مذاکرات کا آغاز ایسے حالات میں ہوا کہ دونوں جانب سے سخت جنگ جاری تھی اور امریکہ کے ہاتھوں لاکھوں ویت نامی اس جنگ میں انتہائی بے دردی سے مارے جا چکے تھے، ان پر کیمیائی ہتھیاروں کا استعمال کیا گیا تھا۔ اس کے باوجود فریقین مذاکرات کی میز پر بیٹھنے کو تیار ہوگئے۔

ویت نامیوں نے سیاسی محاذ کے ساتھ مزاحمت بھی جاری رکھی جس کے نتیجے میں شمالی ویت نام کے دارالحکومت "سائگون" اور پھر پورے ملک کو امریکا کے قبضے سے آزاد کرایا گیا۔ بعد ازاں جنوبی اور شمالی ویتنامیوں کے درمیان مذاکرات کیے گئے جس میں اس بات پر اتفاق کیا گیا کہ کس طرح امریکیوں کو ویت نام سے نکال باہر کیا جائے؟

مبصرین کا کہنا ہے کہ اگر دونوں فریقین کے درمیان نتیجہ خیز مذاکرات یا امریکیوں کے خلاف جاری شدید مزاحمتی جنگ نہ ہوتی تو اب ویت نام امریکا کا ایک نوآبادیاتی ملک ہوتا۔ یا یہ ملک امریکا کے دائمی کٹھ پتلیوں میں سے شمار کیا جاتا ہے۔

یاد رہے کہ ویت نام کی جنگ 1955 سے 1975ء تک جاری رہی۔ شمالی ویت نام کے لوگ جہاں ایک طرف جنوبی ویت نام کو الگ نہیں دیکھنا چاہتے تھے اور ایک متحدہ ویت نام کی تلاش میں تھے وہاں اس کوشش میں بھی تھے کہ کس طرح امریکی فوجیوں کو ویت نام سے نکال باہر کیا جائے۔ بالآخر شمالی ویت نام اپنے ان دونوں مقاصد میں پوری طرح کامیاب ہوگیا۔ انہوں نے امریکا کو بھی نکال باہر کیا اور آپس میں بھی متحد ہوگئے اور اس متحدہ ویت نام کو "سوشلسٹ ویت نام" کے نام سے موسوم کر دیا جو تاحال قائم ہے۔

***

امریکی فوجی اڈوں کے خلاف دنیا بھر میں انتقامی کارروائیاں

تحریر: تسل

ہماری معاشرتی زندگی میں یہ روایت ہے کہ جب کوئی مظلوم کسی ظالم کا سامنا ہوتا ہے تو معاونت کے لئے وہ اپنے گاوں کے کسی توانا شخص کا دامن پکڑتا ہے لیکن سیاسی زندگی میں ایسا کرنا ہلاکت ہے کیونکہ سیاست میں نفرت اور انتقام کا عنصر زیادہ غالب ہے۔

بیسویں صدی کے نصف سے دنیا کے بیشتر اسلامی ممالک مغرب کے حکمرانوں کی رضامندی میں اپنا مستقبل اور بقا دیکھنا چاہتے ہیں، کویت نے عراق کے ساتھ لڑائی میں امریکہ کو پکارا، سعودی عرب نے ایران کے خوف سے اپنے ملک میں کفار کی موجودگی پر لبیک کہا، پاکستان نے ہندوستان اور روس کے خوف سے واشنگٹن سے حفاظت کا مطالبہ کیا، قطر اور دوسرے اسلامی ممالک کی مثالیں بھی ایسی ہی ہیں، بدقسمتی سے جب سے یہ ممالک مغرب کے پاوں میں گرے ہیں تب سے آج تک وہ نہ ملکی سیاست میں اعلیٰ مقام پاچکے ہیں اور نہ ہی بین الاقوامی سیاست میں خودمختاری کا احساس کرچکے ہیں، بلکہ وہ روزبروز پستی کی طرف جارہے ہیں۔

امریکہ کا اب دنیا کے ۳۹ ممالک میں فوجی اڈے، ۱۴۰ ممالک میں فوجی مراکز، سات سوسے لیکر آٹھ سو تک زمینی، ہوائی، سمندری اور جاسوسی مراکز جبکہ ۱۳۷ ممالک میں ۷۳۷ چھوٹے مراکز قائم ہیں، جن میں صرف جنوبی کوریا میں ۸۷، المان میں ۲۷۰، ذابن میں ۱۲۴ اور ایٹالیا میں ۸۳ اڈے قائم ہیں۔

اسی طرح تین لاکھ سے زیادہ امریکی فوجی مشرق وسطی میں قیام پذیر ہیں، اسلامی دنیا خصوصاً عرب ممالک کو مسخر کرنے کے لئے امریکہ کے دو لاکھ سے زائد فوجی قطر، کویت، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، عمان، بحرین اور عراق میں مقیم ہیں۔

اسلامی ممالک میں دنیا کے پچاس فیصد معدنیات اور ذخائر ہیں لیکن اقتصادی اور سیاسی لحاظ سے وہ امریکہ کے زیر اثر ہیں، جن میں خود مختاری کی کوئی کرن نظر نہیں آرہی، سعودی عرب کے قریب سرخ سمندر اور فارس خلیج کے کناروں پر امریکہ کا تسلط برقرار ہے، سعودی عرب میں یہ قوت نہیں ہے کہ وہ ان علاقوں میں موجود ذخائر کو امریکی خطرات سے بچاسکے، اسی طرح تجارتی حوالے سے بھی سعودی عرب امریکہ کا محتاج ہے کیونکہ سمندری راستے امریکہ کے پاس ہیں، سعودی عرب اپنے فوجیوں پر ہر سال اربوں ڈالر کے اخراجات برداشت کر رہا ہے لیکن اس کے باوجود ان میں صلاحیت کا فقدان ہے۔

ایران جو خطے میں اسرائیل کے لئے ایک خطرہ سمجھا جاتا ہے اس کے اردگرد تمام ہمسایہ ممالک میں امریکہ نے اپنے فوجی اڈے قائم کر دیئے ہیں، افغانستان ،پاکستان، ترکی، قرغیزستان، گرجستان اور ارمنستان میں امریکہ کے خصوصی فوجی اڈے قائم ہیں۔

وائٹ ہاوس کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ دنیا کے ان تمام ممالک میں اپنے فوجیوں کو تعینات کرتا ہے جہاں وہ اپنے مفادات اور مقاصد کے لئے کوئی خطرہ محسوس کرے، وہ اس حوالے سے کامیابی کی جانب گامزن ہے، اسلامی دنیا پر اپنا کنٹرول حاصل کر رہا ہے اور اب وہ اس حوالے سے آخری مراحل سے گزر رہا ہے، تیل اور دیگر معدنیات پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے وضع کی گئی منصوبہ بندی میں کامیاب ہورہا ہے اور اس مقصد کے لئے مسلم امت کو آپس کے اختلافات اور تفرقہ بازی میں ڈالنے کے لئے تقسیم در تقسیم کرنے کے فارمولے پر عمل پیرا ہے۔

امریکہ یہ چاہتا ہے کہ وہ اسلامی دنیا کو آپس کے اختلافات میں مبتلا کر رکھ دے تاکہ وقت گزرنے کے ساتھ ان کی آئندہ نسلیں بھی آپس کی دشمنی سے نجات نہ پائیں اور اس طریقے سے عالم کفر مسلمانوں سے انتقام لینے میں کامیابی حاصل کرسکے۔ واشنگٹن ایشیا کی طرح یورپ اور افریقہ کے ساتھ بھی خودغرضانہ دوستی کا تعلق نبھا رہا ہے اور اس طریقے سے وہ چاہتا ہے کہ دنیا پر اپنا راج قائم کرکے حکمرانی کے خواب کو عملی جامہ پہنائے۔

■ ■ ■

جنگی جرائم {نومبر 2013}

تحریر: سید سعید

۴نومبر۲۰۱۳ کو افغان فورسز نے صوبہ لغمان کے دارالحکومت کے علاقہ تفاک میں چھاپے کے دوران چار افراد کو حراست میں لیا

۵نومبر کو صوبہ روزگان کے ضلع دہراود میں حکومتی حامی ملیشیا کے کمانڈر شاہ محمد نے ایک شخص کو فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔

۶نومبر کو صوبہ فراہ کے ضلع خاک سفید کے علاقے دیوال سرخ میں افغان اہلکاروں نے ڈیڑھ سو افراد کو حراست میں لیا اور ساٹھ قبائلی عمائدین کو بھی فوجی اڈہ بلا کر وہاں ان پر تشدد کیا گیا، مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ افغان اہلکاروں نے دھمکی دی کہ اگر طالبان نے ایک روز قبل گرفتار کئے گئے ان کے اہلکار رہا نہ کئے گئے تو وہ ان قبائلی عمائدین کو انتقام کے طور پر قتل کر دیں گے۔

۸نومبر کو صوبہ قندوز ضلع علی آباد کے علاقے لال میدان میں حکومتی حامی ملیشیا کے اہلکاروں نے تین افراد کو گرفتار کر لیا۔

۸نومبر کو قابض افواج نے صوبہ بلخ ضلع چھار بولک کے سالار تیپے نے ناصری علاقے میں چھاپہ مار کر تین شہریوں کو گرفتار کر لیا۔

۱۰ نومبر کو صوبہ میدان وردگ ضلع سید آباد کے علاقے رنجی خیل میں جارح افواج نے چھاپے کے دوران دو افراد [پیر گل اور انکے بیٹے] کو حراست میں لیا۔

۱۳نومبر کو صوبہ فراہ ضلع پشترود کے علاقے کندز میں افغان اہلکاروں نے ایک کسان]غلام محمد[کو تشدد کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا۔

۱۳نومبر کو صوبہ لوگر ضلع محمد اغا کے علاقے زرغون شہر میں ڈرون حملے میں جماعت نہم کا طالب علم شہید ہوا، صوبائی وزارت نے بھی اس واقعے کی تصدیق اور مذمت کی۔

۱۵نومبر کو صوبہ قندہار ضلع میوند کے علاقے مندوزو میں افغان اہلکاروں نے ایک معزز بزرگ کو شہید کر دیا۔

۱۷نومبر کو افغان فورسز نے صوبہ زابل کے دارالحکومت کے قریب جلدک میں گیارہ سالہ طالب علم [امان اللہ] جو مدرسہ جا رہا تھا شہید کر دیا۔

۱۷نومبر کو حکومتی حامی ملیشیا کے اہلکاروں نے صوبہ پکتیکا ضلع یحیی خیل کے گوڈل گاوں میں ستر سالہ بوڑھے کو مسجد جاتے ہوئے شہید کر دیا۔

۱۷نومبر کو قابض افواج نے صوبہ بلخ ضلع خاص بلخ کے وزیر آباد علاقے میں چھاپے کے دوران دو افراد کو گرفتار کر لیا۔

۱۸نومبر کو صوبہ پکتیا ضلع خیر کوٹ کے علاقے ملیز و میں قومی ملیشیا کے اہلکاروں نے مورچہ خالی کر کے علاقہ چھوڑ دیا اس سے قبل انہوں نے بارودی بم نصب کر دیئے، جب ان کے انخلاء کے بعد لوگ اور بچے وہاں گئے تو ان پر دھماکے ہوئے جس کے نتیجے میں پانچ بچے شہید اور دو زخمی ہوگئے۔

۱۹نومبر کو قابض افواج نے صوبہ ننگرہار ضلع بٹی کوٹ کے علاقے ڈاگہ میں رات کی تاریکی میں چھاپہ مارا، دو افراد کو شہید، نوے کو گرفتار اور متعدد افراد کو تشدد کا نشانہ بنایا اس کے علاوہ قابض افواج نے تلاشی کے دوران مکینوں کو بھاری مالی نقصان بھی پہنچایا۔

۱۹نومبر کو قندہار ضلع سپین بولدک کے ناوہ اختر زئی کے مقام پر فضائی حملے میں دو افراد]عبد المنان اور اس کا بیٹا[شہید ہوگئے۔

۱۹نومبر کو جارح افواج نے قندہار ضلع میوند کے علاقے زرزدی میں چھاپے کے دوران ایک بچہ سمیت تین افراد کو حراست میں لیا جن میں ایک حج سے آیا تھا

۲۰نومبر کو صوبہ نورستان ضلع وانٹ وایگل کے علاقے دیگل میں قابض افواج نے ایک جنازے پر بمباری کی جس میں چھ افراد]عبد الحئی، سفر، نجیب اللہ، نور الرحمن اور اسماعیل[شہید ہوئے۔

۲۰نومبر کو صوبہ ہلمند ضلع گرشک کے علاقے نہر سراج کے بغچال میں قابض افواج نے چھاپے کے دوران ایک شہری کو شہید اور دو کو گرفتار کر لیا۔

۲۲نومبر کوصوبہ زابل کے دارالحکومت کے مضافات کے علاقوں دیوالک ماندہ اورخالامیں قابض افواج نے چھاپہ مارا،سات موٹرسائیکلیں اوردوشہری اپنے ساتھ لے گئے۔

۲۳نومبر کوصوبہ روزگان ضلع چوری کے علاقے خوشکدیر کوتل میں حکومتی حامی ملیشیاکے اہلکاروں نے دوشہریوں]حضرت اللہ اورعبدالروف[کوشہید کردیامقامی لوگوں کاکہناتھاکہ مذکورہ افرادپولیومہم میں رضاکارانہ طورپرخدمات انجام دے رہے تھے قومی ملیشیاکے کمانڈر]قدیم[نے طالبان کے ساتھ تعلقات کے الزام پرانہیں قتل کردیا۔

۲۳نومبر کو قابض افواج نے صوبہ ننگرہارضلع خوگیانوکے علاقے مملی قیقوم خیل میں ایک مسجدپرفضائی حملہ کیاجس کے نتیجے میں سات نمازی اورمسجد شہید ہوگئی۔

۲۴نومبر کو قابض افواج نے صوبہ میدان وردگ ضلع نرخ کے علاقے دیندومیں چھاپے کے دوران مکینوں کومالی نقصان پہنچانے کے علاوہ ایک شہری کو بھی شہید کردیا۔

۲۶نومبر کوجارح افواج نے صوبہ لوگرکے علاقے پل علم کے داودخیل میں چھاپہ مارا،گھرگھرکی تلاشی لی اورجاتے ہوئے تین افرادکواپنے ساتھ لے گئے۔

۲۷نومبر کوصوبہ ہرات ضلع شینڈنڈکے زیرکوہ میں افغان اہلکاروں نے چھاپے کے دوران دوافرادکوحراست میں لیا۔

۲۷نومبر کوحکومتی حامی ملیشیاکے اہلکاروں نے قندوزکے ضلع چاردرہ میں ایک کسان کوتشددکانشانہ بناتے ہوئے شہید کردیااس واقعے کی تصدیق کماڈرسرورحسینی نے بھی کی۔

۲۷نومبر کوایک خبرشائع ہوئی کہ صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈکے عزیزآباداورفرقہ کے مقام پرقومی شاہراہ پرافغان اہلکارکھڑے ہیں جنہوں نے گزشتہ روزکے دوران شہریوں سے دوسوموٹرسائیکلیں اورپچاس گاڑیاں زبردستی چھین لیں جس کاسبب معلوم نہیں ہے۔

۳۰ نومبر کوصوبہ جوزجان ضلع قچی کے سرخ گاوں پر قابض افواج نے حملہ کیامکینوں کوبھاری مالی نقصان پہنچایا،گھرگھرکی تلاشی لی اورایک دینی مدرسے کے تین طلبہ کوحراست میں لیا۔

۳۰ نومبر کوقندہارضلع میوندکے علاقے قلعہ شامیر میں افغان فورسزکے اہلکاروں نے اپنے فوجی اڈے سے مزائل داغے ایک مزائل قریب حاجی نادر کے گھرپرگراجس سے ان کے اہل خانہ کے سات افرادزخمی ہوئے۔

اقتباسات: [بی بی سی ، آزای ریڈیو =،افغان اسلامک نیوزایجنسی ،پژواک ،روھی ،لراوبر، ،نن ټکی اسیااوبینواویب سائٹس]

◆◆◆

بقیہ از: افغانستان اکتوبر 2013میں

27اکتوبر بروز اتوار درجنوں خواتین نے کابل میں خواتین پر ہونے والے مظالم کے خلاف مظاہرے کئے ۔ ان کا کہنا تھا کہ بعض مرد شہر کے راستوں اور گلی کوچوں میں خواتین کو ایذائیں پہنچاتے ہیں۔خواتین پر جسمانی اور جنسی تشدد جمہوریت کے ثمرات ہیں افغان معاشرہ اب جس کا پوری طرح شکار ہوچکاہے۔

لویہ جرگہ یاوطن فروشوں کاکونسل:

ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں کہ افغانستان میں جب بھی ایسے فیصلے کئے جاتے ہیں جو قومی اور اسلامی مفادات کے خلاف ہوتے ہیں تو کٹھ پتلی انتظامیہ ایسے فیصلوں کی تصویب اور توثیق کے لیے کچھ ایسے پروردہ چہروں اور ضمیر فروش لوگوں کو لویہ جرگہ کے نام پر جمع کرکے ان سے اپنی مرضی کے فیصلے لیتے ہیں۔13اکتوبر کو حامد کرزئی نے نئے کمیشن کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ اپنا مشاورتی لویہ جرگہ بلانے کی تیاری مکمل کرلیں۔کابل انتظامیہ چاہتی ہے اس طرح سے صلیبی جارحیت پسندوں کے مفادات کا تحفظ کریں۔ صبغت اللہ مجددی جوپہلے بھی ایسی وطن فروشی کی ذمہ داریاں پوری کرچکاہے اس بار بھی انہیں اس کمیشن کاسربراہ مقرر کیاگیاہے۔

ماخذ:بیرونی اور داخلی ویب سائٹ، امارت اسلامیہ کے عوت وارشاد کمیشن کی رپورٹ ، عام لوگوں کی شہادت کے حوالے سے امارت اسلامیہ کی رپورٹ، ہفتہ بھرکے اہم واقعات ازخالد غزنوی

میں کیسے مسلمان ہوئی؟

قازقستان کی ایک نومسلم بہن کی روداد

ترجمہ:عبدالبصیر عتیق زی

میں تصور بھی نہیں کر سکتی کہ ساری عمر روشنی سے کیسے دور رہی اور زندگی اسلام کے بغیر گزاری؟۔ انسان عقیدہ اور ایمان کے بغیر زندگی نہیں گزار سکتا انسان کو اصولوں کی ضرورت ہے ایسے مذہبی اصول جن سے دل کو سکون بخشے، میں نہیں سمجھتی کہ مجھے کس نے اور کیوں دعوت دی کہ میں نماز پڑھوں، حجاب پہنوں اور اللہ تعالیٰ کے قوانین اور اصولوں کے مطابق زندگی گزاروں، میں سمجھتی ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور خاص کرم ہے کہ مجھے ہدایت نصیب ہوئی اور اب میں مسلمان ہوں۔

زمانہ طالبعلمی میں شوق سے سکول جاتی تھی، حصول تعلیم پر توجہ مرکوز تھی، ایک دن جب میں سکول گئی تو وہاں کلاس روم میں میز پر ایک کاغذ پڑا ہوا ملا جس پر نماز پڑھنے کا طریقہ درج تھا میں نے کاغذ جب گھر لیجا کر پڑھا تو سورۃ فاتحہ والناس، والعصر سورتیں یاد کیں پھر وضو اور نماز کا اہتمام کیا حجاب میں کاغذ پر لکھے گئے ضوابط کے مطابق نماز پڑھی، میں اس خوشی، سکون اور اطمنان کو بیان کرنے سے قاصر ہوں نماز کے بعد مجھے جو سکون ملا، اس وقت تک میں مسلمان نہیں تھی، میں نماز پڑھتی رہی اور سکون بھی ملتا رہا پھر میں نے فیصلہ کیا کہ یہ دین حق ہے اور میں مسلمان ہو جاؤں۔

والدین کے خوف سے پانچ وقت کی نماز نہیں پڑھ سکتی تھی، اور مجھے یہ فکر بھی لاحق ہوگئی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جو سورتیں یاد کی ہیں وہ بھول نہ جائیں، ابتداء میں صرف صبح اور عشاء کی نماز والدہ سے چھپ کر اپنے کمرے میں پڑھتی تھی، پھر میں نے فیصلہ کیا کہ پانچ وقت کی نماز پڑھوں گی چاہے گھر میں کسی کو بھی پتہ چل جائے، میں نے پانچ ماہ تک خفیہ طریقے سے یہ سلسلہ جاری رکھا لیکن ایک دن جب لوگ والدین ڈے منانے کی غرض سے اکٹھے تھے تو وہاں میں نے قبول اسلام کا اعلان کر دیا جب والدہ نے میری یہ بات سنی تو شدید پریشان ہو کر چیخ اٹھی، اور قسم اٹھا کر کہا کہ اس کے بعد تمہیں گھر سے باہر نہیں چھوڑوں گی، مجھے گھر میں قید رکھا، ایک دن گزر گیا اگلے روز والدہ نے مجھ سے کہا کہ آپ کے لئے دو ہی راستے ہیں، اسلام یا میں۔ میں نے معصوم انداز سے عرض کیا کہ اسلام! میری والدہ حیران رہ گئی اور مسلسل رو رہی تھی، مسلسل دباو اور مشکلات کے باوجود میں ثابت قدم رہی، کچھ عرصہ بعد والدہ نے مجھ سے بات کی اور کہا نماز پڑھیں لیکن حجاب نہ پہنیں، میں نے ظاہری طور پر ہاں کر دی لیکن خفیہ طریقے سے حجاب پہنتی رہی۔ پھر کسی مسلمان کے ساتھ تعلق بنا میں ان کے گھر نماز اور دیگر عبادات کے لئے جاتی رہی اور گھر دیر سے آتی، جب والدہ کو اس کا پتہ چلا تو وہ یہ برداشت نہ کر سکی، وہ طیش میں آکر میری کتابیں اور حجاب جلا دیا، موبائل لے لیا اور مجھ پر تشدد کیا۔

اس کے بعد میں چاہتی تھی کہ یونیورسٹی جاوں، امتحان میں نمبر کم ملے جس سے میری ماں پر اور برا اثر پڑا، پھر میں نے کسی اور شہر کے کالج میں داخلہ لینے کی کوشش کی لیکن وہاں پر بھی حجاب پہننے کی اجازت نہیں ملی اور حجاب کے بغیر میں نہیں چاہتی تھی کہ تعلیم کا سلسلہ مذید جاری رکھ سکوں، یہی وجہ ہے کہ گزشتہ دو سال سے میں گھر میں بیٹھی ہوں، باقاعدگی سے نماز پڑھتی ہوں، روزے رکھتی ہوں اور اسی طرح اور عبادات بھی، والدہ اجازت نہیں دیتی کہ میں دوسری مسلمان سہیلیوں سے تعلق رکھوں، حجاب پہنوں اور کسی مسلمان شخص کے ساتھ شادی کروں، بلکہ ماں کی کوشش یہ ہے کہ میں کسی مشرک شخص کے ساتھ شادی کروں تا کہ وہ دوبارہ مجھے غیر مسلم بنادے تاہم اللہ تعالیٰ کی مدد سے میں ان تمام مشکلات کے باوجود ثابت قدم رہ کر دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری مدد کرے اور مجھے امید ہے کہ یہ سب کچھ حل ہو جائیں گے۔ اللہ اکبر

★★★

افغانستان اکتوبر 2013 میں

احمد فارسی

نوٹ! اس تحریر میں صرف ان واقعات اور نقصانات کی جانب اشارہ کیا گیا ہے جن کا دشمن نے اعتراف کیا ہے۔ ان نقصانات کے تحقیقی اعداد وشمار الامارہ ویب سائٹ یا دوسرے خبری سائٹوں پر ملاحظہ کریں۔

اکتوبر 2013 گرمیوں کے موسم کا آخری مہینہ ہے۔ اس لیے اس ماہ میں بہت سے اہم واقعات پیش آئے۔ اس ماہ میں نقصانات کے علاوہ دشمن نے اپنی شکست کا بھی اعتراف کیا اور مجاہدین کی قوت کی بھی تائید کی۔ یہاں چند اہم واقعات نمونے کے طور پر پیش کئے جارہے ہیں:

خارجی دشمن کے نقصانات:

جارحیت پسند دشمن کو اکتوبر 2013 میں سخت نقصانات اٹھانا پڑے۔ دشمن کے اعترافات کے مطابق 10 خارجی فوجی ہلاک ہوگئے جن میں سے 9 امریکی فوجی ہیں۔ اس اعتراف کے ساتھ 2013ء میں ہلاک ہونے والے خارجی فوجیوں کی تعداد 144 ہوگئی ہے۔ اور ایک عشرے کے دوران کل 3394 جارحیت پسند ہلاک ہوگئے جن میں سے 2290 امریکی ہیں۔ 445 برطانوی اور باقی دیگر ممالک کے ہیں۔

یادرہے کہ یہ تعداد حقیقی اعداد وشمار کے مقابلے میں کئی گنا کم ہے۔ ذیل میں دی گئی تفصیلات دیکھ کر فیصلہ کریں کہ حقیقی نقصانات کتنے ہوسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ جارحیت پسند قوتیں اپنے زخمیوں کی تعداد بھی ظاہر نہیں کرتے جن کی مجموعی تعداد ہزاروں تک پہنچ رہی ہے۔

افغانستان سے واپس صحیح سالم لوٹنے والے فوجی اگرچہ اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں مگر رپورٹوں میں بتایا گیا ہے کہ 50 فیصد فوجی ذہنی بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور اکثر فوجی اپنے ممالک کو پہنچنے کے بعد یا تو خودکشی کرتے ہیں اور یا اپنے خاندان کے افراد کو قتل کرتے ہیں۔

داخلی دشمن کی صفوں میں نقصانات:

گذشتہ تحریروں میں بھی ہم ذکر کرچکے ہیں کہ داخلی فوجیوں کے نقصانات کے تحقیقی اعداد وشمار کا حصول انتہائی مشکل ہوتا ہے کیوں کہ کرزئی انتظامیہ کی پالیسی یہی ہے کہ وہ اپنے نقصانات چھپاتے رہتے ہیں۔ اور نہ یہ ہمارا موضوع گفتگو ہے۔ مگر قارئین کی معلومات کے لیے یہاں ہونے والے حملوں کے چند واقعات کے ذکر پر اکتفا کریں گے جو اس انتظامیہ کے بلند رتبہ افسران اور مراکز پر ہوئے۔

یکم اکتوبر بروز منگل صوبہ کنڑ کا سکیورٹی سربراہ دو افراد سمیت ایک بارودی سرنگ کے دھماکے میں ہلاک ہوا۔

6، اکتوبر بروز اتوار نورستان پولیس ہیڈکوارٹر آپریشن کمانڈر اپنے 4 ساتھیوں سمیت لقمہ اجل بنا۔

14 اکتوبر بروز پیر سرحدی پولیس کا کمانڈر اپنے تین ساتھیوں سمیت قندھار تختہ پل میں ہلاک ہوگیا۔

مذکورہ واقعے کے ایک روز بعد عید الاضحیٰ کے روز لوگر کا گورنر ارسلا جمال مائیکروفون مین رکھے گئے بارود کے دھماکے سے چل بسا۔

عوامی نقصانات اور مظالم:

عوامی نقصانات اور مظالم ماضی کی طرح اب بھی ملک میں جاری ہیں۔ جارحیت پسندوں کے جانب سے اربکیوں کی تشکیل کا مقصد بھی یہی ہے کہ عوام پر مظالم ڈھائے جائیں۔ اربکیوں کی تربیت اسی طرح کی جاتی ہے اور یہ ان کے بنیادی ترجیحی اہداف میں سے ہے۔

اکتوبر کے رواں مہینے میں کم از کم 76 افراد جارحیت پسندوں اور داخلی مزدوروں کے ہاتھوں شہید ہوگئے۔ 10 افراد زخمی اور 70 سے زیادہ تلاشیوں اور چھاپوں میں گرفتار کیے گئے۔ اس کے علاوہ درجنوں گھر اور گاڑیاں وغیرہ جلائی گئیں۔ یہاں چند واقعات کی جانب اشارہ کیا جاتا ہے۔

2، اکتوبر بروز بدھ ایک بس صوبہ زابل کے مرکز میں حملے کا شکار ہوا۔ جس میں تین عام افراد شہید ہوگئے۔ اسی روز ایک اور واقعے میں ہلمند کے ضلع باغران میں ایک خاتون نیشنل آرمی کی فائرنگ سے شہید ہوگئی۔

قندھار اور اس کے مضافات کے لوگوں نے ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ

اکتوبر کے پہلے ہفتے میں نیشنل آرمی نے مجاہدین سے تعلق اور رابطے کے الزام میں 40 سے زیادہ افراد کو گرفتار کرکے شہید کردیا۔ جن میں سے بعض کی لاشیں قدیم شہر کے بعض علاقوں میں پائی گئی ہیں۔ انسانی حقوق کے خود مختار کمیشن نے اس واقعے کی تائید کی۔ مذکورہ کمیشن کی جانب سے نشر ہونے والی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ حالیہ دنوں میں سینکڑوں ایسی درخواستیں موصول ہوئی ہیں جس میں اپنے اقرباء کی لاشیں ڈھونے کی درخواست دی گئی تھی۔

5 اکتوبر کو بروز ہفتہ 5 خارجی جارحیت پسندوں نے فضائی حملے کے میں کم از کم 5 عام افراد جن میں 3 سکول کے طلبہ بھی شامل تھے۔ یہ واقعہ جلال آباد کے علاقے سراچی میں پیش آیا۔

7 اکتوبر کو جارحیت پسندوں نے میدان وردگ کے علاقے سید آباد پر جارحیت کی جس میں 7 عام افراد کو گرفتار کیا گیا۔ عینی شاہدین کے مطابق جارحیت پسندوں نے ایک مزدا ٹرک، ایک ٹونس گاڑی اور چھ موٹر سائیکلیں جلادی ہیں۔

ہزاروں انسانوں کی ہلاکتیں چھپانے کے لیے عذر خواہی:

7 اکتوبر بروز پیر دوستم جو کمیونسٹ دور کا سب سے بڑا مجرم اور ہزاروں انسانوں کا قاتل ہے اس نے عذر خواہی کا نمائشی تماشہ کیا۔ اس وحشی اور ظالم قاتل نے اپنے دیگر ہم مشرب لوگوں سے بھی مطالبہ کیا کہ عذر خواہی کا دینی فریضہ ادا کریں۔ یاد رہے کہ ہزاروں افراد کے قاتل درجنوں افراد آج کرزئی انتظامیہ میں بڑے بڑے مناصب پر فائز ہیں اور اپنے سابقہ سلسلۂ مظالم کی گویا تکمیل کررہے ہیں۔ دوسری طرف انسانی حقوق کے نام نہاد دعویداروں نے اب تک ان مظالم پر کوئی رد عمل ظاہر نہیں بلکہ ان کے مظالم کی حمایت کررہے ہیں۔

عوامی تکالیف اور عوامی نفرت اور بیزاری:

عوام پر مظالم، مار پیٹ، بے عزتی اور لوٹ مار کا سلسلہ ملک کے کونے کونے میں پورے زور وشور سے جاری ہے۔ اس مسئلے کی تحقیق کے لیے حال میں ایک کمیشن تشکیل دیا گیا تھا جس کی رپورٹ 20 اکتوبر کو منظر عام پر آئی۔ اس رپورٹ میں بتایا گیا تھا کہ 15 ہزار سے زیادہ افراد افغانستان کے 32 صوبوں میں عوامی زمینوں پر قبضوں میں ملوث پائے گئے ہیں۔ اس رپورٹ کے مطابق عوامی زمینوں پر قبضوں میں ملوث یہ افراد حکومت اور پارلیمنٹ میں بڑے عہدوں پر فائز ہیں جن کے خلاف عوام کوئی کارروائی نہیں کرپاتے۔ یاد رہے کچھ ایسے عوامی جائیدادیں بھی ہیں جنہیں صدر کے حکم پر قبضہ کرکے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کیا گیا۔

24 اکتوبر بروز جمعرات صوبہ بلخ کے کچھ شہریوں نے مقامی پولیس کے خلاف احتجاجی مظاہرے کیے۔ ان کا کہنا تھا کہ پولیس اور اربکی تمام جرائم میں ملوث ہیں جس پر انہیں بھرپور حکومتی تعاون حاصل ہے۔ مظاہرین کا کہنا تھا کہ کئی کئی مرتبہ پولیس ہیڈ کوارٹر اور متعلقہ اداروں میں شکایات درج کرائے ہیں لیکن حکام نے ان کی درخواستوں پر کوئی توجہ نہیں دی۔

ان واقعات کے رد عمل میں جارحیت پسندوں کے خلاف عوامی نفرت اور بیزاری بڑھ گئی ہے۔ 13 اکتوبر بروز اتوار نیشنل آرمی کی صفوں میں موجود ایک فوجی نے جارحیت پسند فوجیوں پر اندھا دھند فائرنگ کردی جس میں دشمن کے اعتراف کے مطابق 1 خارجی فوجی ہلاک ہوا۔ دشمن کے اعتراف کے مطابق کے رواں سال میں اب تک 15 خارجی فوجی نیشنل آرمی کی صفوں میں موجود مجاہدین کے ہاتھوں ہلاک ہوچکے ہیں۔

نیشنل آرمی کے اہلکاروں کے ہاتھوں جارحیت پسندوں کی ہلاکت نفرت اور بیزاری کا اظہار ہے۔ اس سلسلے میں 26 اکتوبر بروز اتوار نیشنل آرمی اور خارجی فوجیوں کے درمیان ایک شدید معرکہ پیش آیا جس سے دونوں فریقوں کو سخت جانی نقصان اٹھانا پڑا۔ مگر دشمن نے اس حوالے سے معلومات دینے سے احتراز کیا۔ کہا گیا ہے کہ اس جنگ میں دونوں فریق کے درجنوں افراد ہلاک اور زخمی ہوگئے ہیں۔

خالد بن ولید آپریشن:

خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ آپریشن پوری شدت سے پورے ملک میں جاری ہے۔ اس آپریشن میں حاصل ہونے والی کامیابیوں نے دشمن کو سخت گھبراہٹ کا شکار کردیا ہے۔ 8 اکتوبر بروز بدھ امارت اسلامیہ کے چند مجاہدین نے ہلمند ضلع واشیر میں خارجی جارحیت پسندوں کے ایک کیمپ پر حملہ کردیا۔ ایک سیکورٹی افسر نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ اس حملے میں ایک کمانڈر سمیت 3 افراد ہلاک اور 4 زخمی ہوگئے ہیں۔ اموات اور زخمیوں کی صحیح تعداد اس سے بھی کہیں زیادہ ہے۔

اس واقعے کے ایک روز بعد 14 اکتوبر بروز پیر امریکیوں کا فوجی اڈہ مجاہدین کے حملے کا نشانہ بنا۔ اس حملے میں کم از کم 20 راکٹ رات کو 11 بجے اس اڈے پر فائر کیے گئے جس میں دشمن کو بہت سے نقصانات پہنچے مگر دشمن نے اس

حوالے سے کوئی تبصرہ نہیں کیا اور نہ نقصانات کے حوالے سے کچھ کہا۔

18 ،اکتوبر بروز جمعہ اسی اڈے کے قریب امریکی فوجیوں کی کانوائے پر راکٹ فائر کیے گئے اس حملے میں بھی دشمن کو بھاری نقصانات اٹھانا پڑے۔

مجاہدین کی صفوں میں شمولیت:

نیشنل آرمی، پولیس اور اربکیوں کی جانب سے مجاہدین کی صفوں میں شمولیت کا سلسلہ تیزی سے جاری ہے۔ اکتوبر کے رواں مہینے کے دوران دعوت وارشاد کمیشن کی رپورٹ کے مطابق کل 322 افراد مختلف گاڑیوں اور اسلحوں کے ساتھ مجاہدین سے مل گئے ہیں۔ قارئین کی معلومات کے لیے یہاں دعوت وارشاد کمیشن کی رپورٹ کے کچھ حصے پیش کیے جارہے ہیں۔

یکم اکتوبر بروز منگل 12 اربکی بغلان ضلع دوآبہ کے علاقے میدان شہر میں مجاہدین سے مل گئے۔ اسی روز 11 اربکی اسی صوبے کے ضلع خوستی کے علاقے قریہ حکیمی میں مجاہدین سے مل گئے۔ یادرہے اکتوبر کے مہینے میں مجموعی طور پر 108 نیشنل کے آرمی افسر، پولیس اور اربکی مجاہدین سے مل گئے ہیں۔

صوبہ ننگرہار میں کم از کم 36 افراد کے ہتھیار ڈالنے کی اطلاعات ملی ہیں۔ یہ افراد نیشنل آرمی، پولیس اور اربکیوں کی صفوں سے نکل کر مختلف اضلاع میں مجاہدین سے مل گئے ہیں۔

21 اکتوبر بروز پیر نیشنل آرمی کی خاص فوج کا ایک کمانڈر صوبہ کنڑ میں مجاہدین سے ملا ہے۔ خبر میں بتایا گیا ہے کہ یہ کمانڈر کئی اہم عسکری ہتھیاروں اور دیگر وسائل کے ساتھ مجاہدین سے مل گئے ہیں۔ صوبہ کنڑ کے حکام کے مطابق کئی جدید وسائل اور تیکنیکی آلات بھی شامل ہیں۔

اپنی شکست کا اعتراف اور انجام:

اگر چہ جارحیت کے آغاز کے بعد ابتدائی سالوں میں داخلی دشمن چاہتا تھا کہ جھوٹے نعروں سے افغانستان اور بیرونی دنیا کو دھوکے میں رکھے۔ اور جنگی حقائق ان سے پوشیدہ رہیں۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ یہ شکست اتنی واضح ہوگئی کہ ممکنہ کوششوں کے باوجود جارحیت پسندوں کو اپنی شکست خفیہ رکھنے کا موقع نہ مل سکا۔ حال ہی میں نہ صرف یہ کہ جارحیت پسندوں کی شکست کا اعتراف ان کی زبان سے ہورہا ہے بلکہ ان کی شکست کے انجام اور عواقب بھی نظر آنے لگے ہیں۔

اس شکست کے نتائج کے آثار میں سے دو امریکی جنرلوں کی جبری برخاستگی ہے جنہیں ہلمند میں بڑے فوجی کیمپ "بیس شین کیمپ" کے دفاع اور حفاظت میں ناکامی کے باعث فارغ کیا گیا۔ اس کیمپ پر حملہ گذشتہ ماہ ستمبر میں ہوا تھا۔ جس کے نتیجے میں سینکڑوں خارجی جارحیت پسند ہلاک ہوئے۔ جانی نقصانات کے علاوہ کروڑوں کے مالی نقصانات بھی اس کیمپ میں ہوئے۔ یکم اکتوبر بروز منگل امریکی بحری فوج کے جنرل چارلس گارجنس اور جنرل گریگ اسٹرڈونٹ کو جبری طور پر معطل کیا گیا۔

8 اکتوبر بروز منگل روسی وزیر خارجہ نے ذرائع ابلاغ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ "افغان سیکیورٹی ادارے 2014 میں خارجی فوجیوں کی انخلاء کے بعد سکیورٹی صورتحال کو قابو کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ اس حوالے سے انہیں بہت زیادہ تشویش ہے اس مسئلے کے حل کے لیے اقدامات ہونے چاہئیں"۔ اس طرح کی کمزوری اور ناکامی کے اعلانات کا سلسلہ اب اور بھی زیادہ شدت سے جاری ہے۔ جہاں ایک طرف خارجی فوجیوں نے اپنی شکست کا اعتراف کیا ہے تو دوسری طرف داخلی حکام اپنی فوج کی کمزوری اور ضعف کا اقرار کررہے ہیں۔

10 اکتوبر بروز جمعرات دایکنڈی کے نام نہاد صوبائی شوری نے اعلان کیا کہ ممکن ہے عنقریب اس صوبے کا ضلع کجران مجاہدین کے ہاتھوں میں چلا جائے۔ اسی صوبے کے شوری کے سیکرٹری نے ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ پانچ دن سے طالبان ضلعی ہیڈ کوارٹر پر حملے کررہے ہیں۔ اب ضلع کجران کے کئی علاقوں میں ان کا اثر ونفوذ بڑھ گیا ہے۔ سیکرٹری کے بقول گذشتہ چند دنوں میں نیشنل آرمی کے اہلکاروں نے کئی مرتبہ طالبان کی مزاحمت کی مگر ہر بار بھاری نقصان اٹھانے کے بعد انہیں شکست کھانی پڑی۔

ان اعترافات کے سلسلے میں 29 اکتوبر بروز منگل کٹھ پتلی انتظامیہ کے وزارت دفاع کے ترجمان نے خالد بن ولید آپریشن کو خارجی قوتوں کا منصوبہ قرار دیا اور ساتھ میں اعتراف کیا کہ اب تک اس آپریشن میں ان 2000 اہلکار ہلاک ہوچکے ہیں۔ دوسری طرف وزارت داخلہ کے پولیس کے عمومی کمانڈر نے اس آپریشن کو طالبان رہنماؤں کا منصوبہ قرار دیا اور اسے کامیاب آپریشن قرار دیا۔ ان کے کہنے کے مطابق یہ آپریشن 30 صوبوں میں پوری شدت سے جاری ہے۔ جس میں اب تک 2040 فوجی ہلاک ہوچکے ہیں

۔

میدان جنگ سے فرار:

افغانستان سے جارحیت پسندوں کے فرار کا سلسلہ پوری تیزی سے جاری ہے۔ اور اس کام میں جارحیت پسند ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ 6 اکتوبر بروز اتوار شمالی افغانستان میں جرمنی نے اپنا سب سے بڑا فوجی مرکز خالی کر دیا۔ جرمنی کے وزیر دفاع ٹامس ڈیمازائر نے اس مرکز کے خاتمے کے وقت آخری تقریب سے خطاب کرتے ہوئے اس جنگ میں جرمنی کے کردار کو سب سے مشکل ذمہ داری قرار دیا جو جرمنی نے گذشتہ ایک عشرے سے قندوز میں ادا کی ہے۔

کہا گیا ہے کہ جارحیت پسند جرمنی کے 20 ہزار سے زائد فوجی قندوز میں موجود تھے۔ اور ایک عشرے کے دوران دشمن کے اعتراف کے مطابق 35 سے زیادہ جرمن فوجی افغانستان میں ہلاک ہو گئے ہیں۔ لیکن حقیقی اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ 2002 اور 2003 کے درمیان کابل میں ہونے والے صرف ایک حملے میں 100 سے زیادہ جرمن فوجی ہلاک ہو گئے۔ جو اپنے ملک لوٹنے کے لیے ائیر پورٹ کی جانب جا رہے تھے۔

اسی طرح اسی روز جارحیت پسند ملک چیک نے بھی اپنے 38 فوجی میدان وردگ سے نکال دیے۔ چیک کے فوجی گذشتہ پانچ سال سے لوگر میں موجود تھے۔ ان فوجیوں کے انخلاء کے ساتھ لوگر سے چیک کے افواج کے انخلاء کی تکمیل ہو گئی۔

8 اکتوبر بروز منگل یونائیٹڈ پریس انٹرنیشنل نے برطانیہ کے وزیر دفاع کے حوالے سے لکھا ہے کہ ہلمند سے ان کی تدریجی پسپائی اور شکست کا سلسلہ جاری ہے اور آج لاجسٹک شعبے کے فوجی اس صوبے سے نکل چکے ہیں۔

ایک طرف افغانستان سے شکست کا میدان گرم ہے تو دوسری طرف اقوام متحدہ کے سلامتی کونسل نے ناٹو کے جارحیت پسند ممالک کو مزید ایک سال کے لیے افغانستان میں توسیع دیدی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ سلامتی کونسل کی آخری توسیع ہوگی جو وہ جارحیت پسندوں کو دے رہی ہے۔

اکثریت سے منظور ہونے والی سلامتی کونسل کی قرارداد میں کہا گیا کہ افغانستان کے حالات اب بھی عالمی امن کے لیے چیلنج سمجھے جاتے ہیں۔ حالانکہ 12 سالوں سے عالمی جارحیت پسند امن کے قیام کے بہانے سے افغانستان میں ہزاروں افغانوں کو خون میں نہلا چکے ہیں جبکہ ہزاروں افغان عوام زخمی ہو چکے ہیں۔

16 اکتوبر بروز بدھ تقریباً 155 گرجستانی فوجی افغانستان سے فرار ہو گئے۔ اسی طرح اسی روز ہالینڈ کے آخری چھ فوجی جو افغانستان میں رہ رہے تھے اس ملک سے فرار ہو گئے۔

28، اکتوبر بروز پیر جارحیت پسند ملک فن لینڈ نے سمنگان میں موجود اپنا فوجی اڈہ خالی کر دیا۔ ذرائع ابلاغ کی رپورٹ کے مطابق اس فوجی مرکز میں 100 سے زیادہ فن لینڈ کے فوجی مقیم تھے۔

دوزخ کی آگ کے نذر:

ایک طرف صلیبی جارحیت پسند افغانستان سے فرار کی راہ ڈھونڈ رہے ہیں دوسری طرف کچھ احمق اور ناسمجھ حاکم اور غفلت میں پڑے ہوئے ممالک افغانستان میں اپنی فوج بھیج رہے ہیں۔ 2 اکتوبر بروز بدھ آذربائجان کے وزارت دفاع نے اعلان کیا کہ 33 فوجی افغانستان بھیجے ہیں۔ یہ 33 فوجی آئندہ سال کے اپریل کے مہینے تک ایساف کی صفوں میں کام کریں گے۔ یاد رہے کہ آذربائجان کے کئی فوجی سال 2002 سے صلیب کے سائے میں افغانستان کے مسلمان عوام کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں۔

انسانی حقوق کا دفاع اور خواتین پر تشدد:

خواتین کے حقوق کا تحفظ اور ان پر ہونے والے مظالم کا خاتمہ صلیبیوں کے وہ نام نہاد نعرے تھے جس پر 12 سال کے عرصے میں ملینوں ڈالر خرچ کئے گئے تھے۔ مگر وہی انتظامیہ خواتین پر ہونے والے مظالم میں شریک ہے۔

2 اکتوبر بروز بدھ انسانی حقوق کمیشن کے علاقائی دفتر نے صوبہ دایکنڈی کے حوالے سے خبر دی کہ خواتین پر تشدد کے واقعات میں 163 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ گذشتہ سال بھی اس کمیشن نے رپورٹ پیش کی تھی کہ اس سال کے پہلے پانچ مہینوں میں تین ہزار سے زیادہ واقعات پیش آئے۔ حالانکہ صلیبی جارحیت پسند ہمیشہ سے امارت اسلامیہ کو یہ الزام دیتے رہے ہیں

4 اکتوبر بروز جمعہ ناروے کے وزیر خارجہ نے اعلان کیا کہ خواتین کے حقوق کے تحفظ اور کرپشن کے خلاف کارروائی میں پیش رفت نہ ہونے کے باعث 2014 میں وہ اپنے مالی تعاون میں 7 فیصد کی کمی کریں گے۔ اس اعلان سے کابل انتظامیہ جاگ گئی اور ایک روز بعد انتظامیہ نے ناروے کے اس بیان کی تردید کی اور اسے افغان معاشرے کے روایات کے خلاف قرار دیا۔

بقیہ صفحہ نمبر 38 پر ملاحظہ فرمالیں۔

نمبر شمار	صوبہ	کارروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات					عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات		
				صلیبیوں کی اموات	صلیبیوں کے زخمی	ایجنٹوں کے مقتولین	ایجنٹوں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی	گاڑیوں کی تباہی
1-	قندہار	99	3	17	15	107	30	37	10	4	1
2-	ہلمند	172	1	16	9	323	156	53	8	7	1
3-	غزنی	31	1	4	3	58	34	11	1	3	1
4-	خوست	20	0	0	0	25	22	5	0	0	0
5-	نورستان	11	0	0	0	26	18	0	0	2	0
6-	میدان وردگ	21	0	0	0	28	10	7	0	0	0
7-	کونڑ	49	0	4	2	68	51	9	0	0	0
8-	پکتیکا	40	0	0	0	60	68	11	2	4	0
9-	زابل	55	0	0	0	34	11	33	0	2	0
10-	لوگر	35	0	12	1	42	38	4	2	2	0
11-	کاپیسا	18	0	0	0	31	19	2	0	0	0
12-	روزگان	22	0	0	0	38	12	7	1	1	0
13-	پکتیا	17	0	1	4	21	18	1	0	0	0
14-	فراہ	14	0	0	0	29	20	20	0	6	0
15-	کابل	19	1	0	0	60	23	23	1	0	1
16-	ننگرہار	93	0	8	11	135	182	45	2	9	0
17-	لغمان	35	0	2	3	34	57	22	2	0	0
18-	ہرات	35	0	0	0	35	9	17	5	2	0
19-	نیمروز	19	0	0	0	22	17	4	0	1	0
20-	بادغیس	6	0	0	0	28	17	6	2	2	0
21-	قندوز	11	0	0	0	11	10	2	0	0	0
22-	بغلان	12	0	0	0	2	5	3	0	0	0
23-	فاریاب	15	0	0	0	86	51	22	3	7	0
24-	غور	9	0	0	0	7	14	3	2	1	0
25-	پروان	12	0	10	8	3	2	7	0	0	0
26-	تخار	3	0	0	0	3	5	3	0	0	0
27-	سمنگان	1	0	0	0	2	2	1	0	0	0
28-	بدخشان	5	0	0	0	4	6	3	1	2	0
29-	بامیان	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
30-	بلخ	6	0	0	0	5	4	1	0	0	0
31-	سرپل	9	0	0	0	15	17	2	0	0	0
32-	دائی کنڈی	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
33-	جوزجان	4	0	0	0	7	0	3	0	0	0
34-	پنج شیر	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
مجموعہ		898	6	74	56	1349	928	367	42	55	4

دشمن کے گرائے جانے والے طیارے: 1- کونڑ میں ایک جاسوس طیارہ 2- ننگرہار میں ایک جاسوس طیارہ. 3- ہرات میں ڈرون طیارہ. 4- بدخشان میں جاسوس طیارہ.

فرمان امیرالمؤمنین

ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ

میں ایک بار پھر ان تمام افغانوں کو جو دشمن کی صفوں میں کام کر رہے ہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی بندوقوں کا رخ اپنی مسلمان قوم کی طرف کرنے کی بجائے حربی کافروں اور ان کے کارندوں کے سینوں کی طرف کریں۔ ہم ایسے سرفروش نوجوانوں کا استقبال ہمیشہ جوانمردوں جیسا کرتے ہیں، اور ہر اس شخص کو بھی خوش آمدید کہیں گے جو دشمن کی صف چھوڑ کر اپنی مجاہد قوم کی آغوش میں آنا چاہے۔

اسی طرح میری "خود کو اسلام اور جہاد کا حامی سمجھتے ہوئے مجاہدین کے خلاف پروپیگنڈوں میں مصروف رہنے، نا اتفاقی کے بیج بونے، شک اور بدگمانیاں پیدا کرنے، اور اپنا قلم اور زبانیں کفار کی بجائے مجاہدین کے خلاف استعمال کرنے والوں" سے درخواست ہے اور بھائی بندی کے ناطے انھیں مشورہ ہے کہ وہ ایسے بے سود تخریبی اعمال سے باز آجائیں جائیں۔ کیونکہ ان کی ایسی حرکات محض خود غرضی اور فکری ناپختگی پر دلالت کرتی ہیں، اور ان کاموں سے وہ اپنے گناہوں کی میزان کو مزید بوجھل کرنے کے سوا کچھ فائدہ حاصل نہیں کر پاتے۔ بہر حال وہ تمام زندہ ضمیر افغان جو غیر ملکی قبضے کو ناپسند کرتے ہیں اور دشمن کی مخالفت پر عملاً کمربستہ ہیں، ہمارے اور ان کے مابین چاہے کتنا ہی فاصلہ کیوں نہ ہو وہ ہمارے بھائی ہیں، اور ہم ان کے غیرت مندانہ افغانی جذبے کی قدر کرتے ہیں۔

SHARIAT

Monthly Islamic Magazine

2nd Year December 2013

یہ ملبہ اب اسکریپ کے نیلام میں ملتا ہے۔